لکھائی چھپائی اور کاغذ ہر چیز عمدہ ہی، صفحے ۳۲ قیمت سالانہ ۶؍، دفتر نونہال محلہ چیلہ پورہ، حیدرآباد،

تحریک:۔ لاہور سے یہ ماہوار رسالہ جناب حکیم مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی کی اڈیٹری مین شائع ہونا شروع ہوا ہی، اِس کا دوسرا نمبر پیش نظر ہی، مضامین کی نسبت ٹائٹل پیج پر یہ لکھا ہوا ہے کہ علمی، ادبی اور مفید مضامین کا گلدستہ" ادب اُردو کی خدمت و ترقی کی غرض سے" محک سخن و ... عنوان ایک باب تنقیدی بھی ہے، نظمون کا حصہ بھی رکھا گیا ہی، ناول اور افسانون کا سلسلہ بھی قایم کیا گیا ہی، رسالہ دلچسپیون سے خالی نہین، کاغذ اچھا، لکھائی، چھپائی متوسط صفحے ۴۸، تقطیع بہت چھوٹی ہی، جو شاید ماہوار رسالہ کے لئے مناسب نہین، قیمت سالانہ ۳؍، ملنے کا پتہ دفتر رسالہ تحریک موچی دروازہ لاہور،

صدا بہ صحرا:۔ جناب نیاز صاحب فتحپوری کی ایک نظم جس کے مخاطب اہل اسلام ہین قیمت ۱؍ منیجر جنرل نیوز ایجنسی بلیماران دہلی،

مرتضوی:۔ یہ جدید ماہوار رسالہ لکھنؤ سے نکلنا شروع ہوا ہی، اپنے مقاصد کے لحاظ سے یہ تمام تر حضرات شیعہ کے ساتھ مخصوص ہی، اور اس حیثیت سے یہ اردو مین غالباً سب سے پہلا رسالہ ہی، بعض فرقہ دار رسائل و اخبارات فریقانہ بحثون مین پڑ کر ناسنجیدگی کی حد تک اوتر آتے ہین، لیکن مرتضوی اس عیب سے پاک ہی، البتہ اس کو ہر لحاظ سے شیعون کے ساتھ مختص کرنے مین اس قدر غلو کیا گیا ہے کہ دوسری جماعتون کے لئے اس مین مشکل ہی سے دلچسپی کا کوئی سامان مل سکتا ہی، نیز اس کے مضامین کی نوعیت ماہانہ رسائل کے بجائے ہفتہ وار اخبارات سے زیادہ ملتی جلتی ہی، تین نمبر نکل چکے ہین، مگر ابتک کسی قسم کا کوئی خاص دلچسپ مضمون نظر سے نہین گذرا،

ضخامت موجز ہی، لکھائی چھپائی خاصی ہی، عام خریدارون سے سالانہ چندہ سفید اور بادامی کاغذ کے فرق کے ساتھ ۱۲؍ اور ۲؍ ہے۔ ملنے کا پتہ " دفتر مرتضوی، باغ مکا لکھنؤ" ہے،

مجلد ہشتم | ماہ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء | عدد سوم

مضامین

شذرات

آہ اکبر!

۱ - محرم سنہ ۱۳۴۰ھ کو ہماری زبان کا زندہ دل شاعر اس دنیا سے چل بسا اس گلستان نما خزان آباد کی بہتر بہارین اسکی آنکھون نے دیکھین، وہ اسوقت عالم وجود مین آیا تھا، جب ہندوستان انقلاب کی کروٹین لے رہا تھا، اسلئے لامحالہ اسکی زبان سے وہی نالے بلند ہوئے جو قومون کے انقلاب اور ملکون کے تغیرات کی خبر دیتے ہین، اس کے ضخیم دیوان کے اوراق ہماری سیاسی، اخلاقی، معاشرتی، تخیلی، اور تعلیمی انقلابات کی تاریخ ہے، آیندہ نسلین اسکے صفحات کو پڑھین گی اور انیسوین بیسوین صدی کے اسلامی ہندوستان کی تصویر اپنی آنکھون سے دیکھ لین گی، اسکی زندگی مین شاید ہی کوئی ایسا اہم واقعہ گذرا، جسکو اپنے کاشانۂ خیال مین اوس نے جگہ نہ دی۔ زبان خلق نے اسکو لسان العصر کا خطاب دیا، اور اس سے بہتر لقب اسکے لئے دوسرا نہین ہوسکتا تھا اوس مین تین صفتین ایک ساتھ جمع تھین، وہ فطری فلسفی، پاک مشرب صوفی اور زندہ دل شاعر تھا اس کا نمک ظرافت ہمارے عیوب کے زخمون پر کسیقدر تیز چرکا لگاتا ہوتا ہم اسمین کچھ شک نہین کہ وہ درحقیقت نمک نہین، مرہم تھا، سرسید کے زمانہ سے لیکر اتبک تمام ہندوستان تمدن جدید کے

حسن منظر پر والہ و شیدا تھا، لیکن صرف ایک اکبر کی زبان تھی جو برملا اس کے عیوب و نقائص کو واشگاف کرتی رہتی تھی۔

وہ مکروہات عالم سے آزردہ اور حیات دنیا سے بیزار تھا، اشعار کے علاوہ اوس کا شاید ہی کوئی خط اس بیان سے خالی ہو، بوڑھے اکبر! بشارت ہو کہ تیری مراد دل پوری ہوئی اور تجھے مسرت جاوید نصیب ہوئی۔

سینٹ فرانسس، مسیحی دنیا مین ایک نامور مقدس بزرگ گذرے ہین، جنکی نیک نفسی و پاکیزہ خصالی کے واقعات آج تک ضرب المثل ہین، حال مین انکی ساتوین صد سالہ برسی منائی گئی تھی، اس موقع پر پاپائے روم نے ایک فرمان تمام منصب داران کلیسا کے نام جاری کیا، جسکا ماحصل یہ ہے کہ ہر شخص کو سینٹ موصوف کی زندگی نمونہ کے طور پر اپنے سامنے رکھنا چاہیئے، اور اخوت، ایثار، پاکبازی، تقوی، فقر و انکسار کے جادہ سے ایک قدم بھی باہر نہ رکھنا چاہیئے، بقول پاپائی موصوف کے "اسوقت مغربی تمدن مین دو ایسی زہریلی عادتین راسخ ہوگئی ہین جو تیزی سے اسے موت و ہلاکت کی جانب لئے جارہی ہین، ان مین سے ایک حرص مال و زر ہے، جسکا جلوہ روزانہ بغاوتون، بلوون، اور جنگون مین نظر آتا ہے، اور دوسری خواہش عیش و حظ نفس ہے، جسکی شہادت خواتین کی نیم عریان پوشاک اور کثرت طلاق دے رہی ہے" اس ارشاد عالی کی صحت و صداقت مین کسکو کلام ہوسکتا ہے لیکن عرض یہ ہے کہ خود پاپائیت کی تاریخ کن اسرار درون پردہ کی غمازی کررہی ہے، مریض یورپ بیشک زر پرستی و زن پرستی کی مہلک بیماری مین گرفتار ہے، لیکن دوا کا کیا اثر رہجائیگا اگر نا بیان مسیح کے دوا پلانے والے ہاتھ خود اسی زہر کے جراثیم سے آلودہ نکلیں؟ آپ چاہتے ہین کہ آپ کے کھانے پر کبھی نہ بیٹھے، اور اپنے ہاتھ کو جلد جلد حرکت دے رہے ہین، لیکن پہلے اپنی آستین کو تو

دھو ڈالے جو شہد اور شیرہ مین لت پت ہو رہی ہے۔

لکھنؤ کے ایک بڑے پادری نے حال مین ایک وعظ کے ضمن مین مسئلہ خلافت اور ملک کے اندرونی حالات کی پیدا کردہ بیچینی اور برہمی کا تذکرہ فرمایا، اور آخر مین کہا کہ

"یہ شورش کسی حکمت عملی یا فریب کاری سے ختم ہونے کی نہین، اسکا خاتمہ محض تائید الٰہی ہی کر سکتی ہے، ہماری سرکار کو (اور یہ یاد رہے کہ اُسکا مذہب مسیحی ہے) احکام الٰہی کی اطاعت اور پابندی کرنا چاہیئے، اسوقت جو افراد بر سر حکومت ہین خواہ وہ یہودی ہون یا مجوسی سب کو چاہیئے کہ خدا کو ہر وقت حاضر و ناظر جان کر اپنے فرائض ایمانداری سے بجا لائین، بغیر اسکے ہمیشہ دھوکا کہا ئین گے۔"

شاعری کے عالم مین یہ واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہین کہ محبوب اپنی جفا کاریون سے اسوقت باز آتا ہے، جب عاشق اپنی جان سے گذر چکا ہوتا ہے، اور محض اسکا تنِ بیجان یہ صدا دینے کے لئے باقی رہجاتا ہے،

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

سُنتے ہین کہ سیاسیات کی دنیا مین بھی کچھ اسی قسم کے قوانین کار فرما رہتے ہین، اسلئے امید نہین کہ پادری صاحب کی استدعا کو اسوقت شرف قبول حاصل ہو۔

ظالم دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے مگر کب؟ جب دست ظلم شل ہو چکتا ہے، مغرور سجدہ مین گرتا ہے مگر کس وقت؟ جب سرِ غرور پامال ہو چکا ہوتا ہے، عاصی لبون کو توبہ و استغفار کے لئے کھولتا ہے، مگر کب؟ جب زبان کلماتِ کفر سے تھک چکی ہوتی ہے، نشۂ قوت و حکومت کی متوالی

قومون کا بھی ایک روز نشہ اتر کر رہیگا، مگر یہ اسوقت ہوگا جب اُن کے جور و جفا، فسق و عصیان کی شب تار گذر چکی ہوگی، اور انتقام و احتساب کی صبح سعادت طلوع ہونے پر ہوگی، یہ وہ گھڑی ہوگی جبوقت حسرت و ندامت، توبہ و استغفار، اعتراف و اقبال، معذرت و انفعال تمام چیزین بیکار ثابت ہونگی، اور معدلت کاملہ بڑے سے بڑے طاقتور مجرم کو بھی اسکے کیفر کردار تک پہنچا کر رہیگی، عادل حقیقی کا فرمان آج سے نہین صدیون سے ایک سرگشتۂ غفلت دنیا کے سامنے منادی کر رہا ہے۔

وکم قصمنا من قریة کانت ظالمة وانشأنا بعدها قوما آخرین فلما احسوا باسنا اذا هم منها یرکضون لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیه ومسٰکنکم لعلکم تسئلون. قالوا یٰویلنا انا کنا ظالمین. فما زالت تلک دعوٰهم حتی جعلنٰهم حصیدًا خامدین۔

(سورہ انبیاء۔ رکوع ۲)

ہم نے کتنی ہی آبادیون کو جہان کے لوگ ظالم تھے تہس نہس کر ڈالا، اور انکی جگہ پر دوسری قومین اُٹھا کھڑی کین پس ان ہلاک ہونے والون نے جب ہمارے عذاب کی آمد دیکھی تو اس بستی سے بھاگنے لگے، مگر ہم نے کہا کہ بھاگو مت، بلکہ اپنے اس ساز و سامان کی طرف جسمین ابتک چین کرتے رہے ہو، نیز اپنے مکانات کی طرف واپس جاؤ شاید تمہاری پرسش ہو، پس وہ لگے چلانے کہ ہائے ہماری بدبختی، بیشک ہم ہی قصور وار تھے، اور اپنے اس اعتراف جرم کو وہ برابر پکارتے رہے، لیکن ہم نے انہین ایسا ملیامیٹ کر دیا کہ گویا وہ کٹے ہوئے کھیت تھے۔"

تمدن جدید کے فضائل و مناقب کی داستان سرائی جب کبھی اُسکے پرستارون نے کی ہے تو سر فہرست "حفاظتِ نفس" کو قرار دیا ہے، وحشی و غیر متمدن قبائل کی زندگی کہا جاتا ہے کہ ہر وقت خطرات و حوادثِ اتفاقی کی نذر رہتی ہے، درآنحالیکہ متمدن و مہذب جماعت مین ہر فرد کو حفظ جان

وسلامتی جسم کا یقین واطمینان رہتا ہے اور آفات ارضی وسماوی الشاذ کالمعدوم کے حکم مین رہجاتے ہین، اس دعوی کی تغلیط کے لئے اگرچہ تمدن کی حربی تعلیم بالکل کافی ہے، تاہم کہاجاسکتا ہے کہ جنگ، تمدن کی ایک غیرطبعی صورت کا نام ہے، اپنی عام وطبعی حالت مین تمدن اور سلامتی جسم وحفظ جان مرادف ہین، اس دعوی کا اعادہ اس کثرت وتواتر سے کیا گیا ہے کہ اسمین شبہہ کرنا بڑی جسارت کا کام ہوگیا ہے، لیکن اگر یہ سچ ہے کہ واقعات اپنے اندر خطابت سے زیادہ قوت رکھتے ہین تو اعداد ذیل اپنی توضیح خود کرالین گے۔

پیرس، گلدستۂ تمدن کا سب سے زیادہ خوشرنگ وشاداب پھول ہے، اس مرکز تہذیب وشائستگی مین گذشتہ سال کے اندر شارع عام پر جو اتفاقی حادثے پیش آئے اور اُن سے جو نقصان نفوس ہوا اُسکی تفصیل سرکاری بیان کے مطابق یہ ہے:-

موٹر کارون سے	۳۰ اشخاص فی الفور ہلاک	اور	۵۰۰	مضروب ہوئے
گھوڑے گاڑیون سے	۲۰	"	۲۲۰۰	"
ٹرام کارون سے	۱۴	"	۱۷۲۲	"
موٹر آمنیبون سے	۱۰	"	۵۵۳	"
بائسکلون سے	۲	"	۱۰۰۰	"
موٹر سائیکلون سے	۱	"	۳۵۲	"
کل حوادث سے	۱۲۰	"	۱۵۰۰۰	"

اور حوادث کی مجموعی تعداد ۶۰،۳۴۵ ہوئی، جسکے حساب سے روزانہ ۱۶۵ حادثون کا اوسط نکلتا ہے، ایک فرنچ اخبار ان اعداد کو درج کرکے لکہتا ہے کہ پیرس کی بڑی سڑکون اور

چوراہون پر ہروقت سواریون کی جو ریل پیل رہتی ہے، اسکے لحاظ سے ان حادثات کے وقوع پر مطلق حیرت نہ کرنا چاہیئے، بلکہ حیرت اسپر ہونی چاہیئے کہ اتنے پاپیادہ چلنے والے صحیح وسالم اپنے گھر کیونکر واپس پہنچ جاتے ہین!

یہ ہے اس حکمت آفرین وحکمت آفریدہ تمدن کی برکات کا نمونہ جسکی دعوت ہم تاریک خیال وندامت پرست اہل مشرق کو دیجارہی ہے!

پروفیسر گیڈیلس کا شمار اسوقت یورپ کے مشاہیر علمائے علم المعاشرت مین ہے، حال مین آپ نے گلفرڈ مین تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسوقت یورپ کا سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اسمین ایک کرور بے شوہر عورتین ہین، آگے چل کر آپ نے فرمایا کہ

"تورپ کی بدترین صورت یہی ہے کہ عورتون کی تعداد ضرورت سے زاید ہے"۔

یہ ارشاد بالکل صحیح ہے لیکن کیا اس "بدترین" صورت حال کا کوئی معقول علاج بجز جواز تعدد ازدواج کے ہے؟ ممکن ہے اسکے جواز کے غلط استعمال سے مسلمانون کے طرز عمل نے اس لفظ کو یورپ کے کانون مین ناخوشگوار بنادیا ہو لیکن اس سے نفس مسئلہ کی خوبیون سے انکار کردینا کس آئین منطق کے مطابق ہے؟ کوئی باورچی اگر اپنی بدسلیقگی سے کہانے مین ضرورت سے زیادہ نمک کی مقدار ڈالدے تو اس غصہ مین اگر سرے سے نمک ہی کو اپنے اوپر حرام کرلینا کونسی دانشمندی ہوگی؟

مرد وزن کے تعلقات باہمی کے تذکرہ مین ذہن، مسئلہ کے ایک دوسرے رخ کی جانب منتقل ہوتا ہے، سر آرچ ڈیل ریڈ، انگلستان کے ایک نامور اہل قلم ہین، اُنھون نے اگست کے

نائینٹینتھ سنچری مین "امراض زہریہ" پر ایک مبسوط و پُر معلومات مضمون تحریر کیا ہے، جسمین وہ بیان کرتے ہین کہ جنگ سے قبل برطانیہ کی شہری آبادی مین (جو کل آبادی مین ۷۹ فیصدی کی تعداد رکھتی ہے، اور بقیہ ۲۱ فیصدی دیہاتی آبادی ہے) ۱۰ فیصدی اشخاص مرض آتشک مین مبتلا تھے، اور سوزاک کے مریضون کی تعداد اس سے کئی گُنی زیادہ تھی، ان اعداد مین دوران جنگ ہی مین اضافہ شروع ہوگیا تھا، اور خاتمۂ جنگ کے بعد سے تو بدرجہا زاید اضافہ ہوگیا ہے، مریضون کی کثیر تعداد کے تناسب سے مرنے والون کی تعداد بے شبہہ خفیف ہے، تاہم آتشک کا شمار اب چار مہلک ترین امراض مین ہونے لگا ہے، اور اُسکے کشتون کا شمار حد سے متجاوز ہونے لگا ہے، موصوف کے الفاظ یہ ہین :-

"برطانیہ کی آبادی مین تقریباً ہر دوسرا شخص اس مرض کا زخم خوردہ پایا جائیگا، اور خاندان تو شاید ہی کوئی محفوظ رہا ہو، ہمارے بیمار خانے، پاگل خانے، اپاہج خانے اور اندھون لنجون وغیرہ کے شفاخانے اس مرض کے اسیرون سے لبریز ہین، شیر خوارون کی بہت بڑی تعداد اموات اور بیشمار عورتون کے عقر و دیگر تکالیف کا باعث یہی مرض ہوتا ہے، درآنحالیکہ وہ بیچاریان اصل سبب سے ناواقف رہ کر ساری عمر رو رو کر کاٹتی رہتی ہین ... غریب مریضون کے علاج مین لاکھون پونڈ کا بار پبلک کی جیب پر پڑتا ہے، اور جو مریض معطل العضو ہو کر رہجاتے ہین، اُنکی پرورش و اعانت مین کرورون پونڈ اُٹھ جاتے ہین، یہانتک کہ جان و مال کے مجموعی نقصان کا اگر اندازہ کیا جائے تو کرورون سے گذر کر عربون تک میزان پہنچ جائیگی، انگلستان ہی سے یہ مرض بعض قدیم و دُور افتادہ قومون تک پہنچا ہے، بعض ختم ہوچکی ہین، اور بعض دم توڑ رہی ہین۔

اُسکے بعد فاضل مضمون نگار نے واقعات و اعداد کی مدد سے مزید تفصیلات بیان کی ہین،

لیکن معارف کے صفحات اس نجاست سے زیادہ آلودہ ہونے کا تحمل نہین کرسکتے، مقصود گذارش صرف اسقدر ہے کہ جو زبانین مغربی تہذیب و شائستگی، مغربی علوم و فنون، مغربی حکمت و فلسفہ، اور مغربی طب و معاشرت کی قصیدہ خوانیون سے کبھی نہین تھکتین، اپنی حالت پر رحم کہا کر کبھی کبھی تصویر کے اس رخ پر بھی نظر کرلیا کرین، شربت کا گلاس جو آپکے ہاتھ مین دیا جارہا ہے، بے شبہہ نہایت خوشرنگ، خوش ذائقہ و خوشبو دار ہے، لیکن شربت مین گھلے ہوئے زہر ہلاہل کے ان قطرات پر بھی تو خدارا نظر کرلیجئے جنکے نوش جان فرمالینے کے بعد جان بری انسانی اختیار سے باہر ہوگی !

مہاتما گاندہی کو انکی مخصوص سیاسی حیثیت سے قطع نظر کرکے ایک عام شہرت و ناموری جو تمام دنیا مین حاصل ہورہی ہے، اس پر ان کے ہموطن بجا فخر و مباہات کرسکتے ہین، اُن کی آواز ہندوستان کے حدود تک محدود نہین رہی ہے بلکہ ایشیا سے گذر کر اسٹریلیا، افریقہ، امریکہ، یورپ سب اس صور قیامت سے چونک پڑے ہین، یورپ و امریکہ کے نامور اخبارات و رسائل مین ابتک صدہا مضامین اُن کے متعلق نکل چکے ہین، جنمین سے بیشتر مداحانہ و معتقدانہ ہین، ان کا نام ایک مستقل موضوع بنگیا ہے، جسپر تقریرین کیجاتی ہین، رسالے تصنیف کئے جاتے ہین، اور علمی مجالس مین مذاکرے کئے جاتے ہین، امریکہ مین مسٹر جے، ایچ، ہومز نے حال مین ایک لکچر دیا جسمین ثابت کیا کہ اسوقت دنیا کا بزرگ ترین شخص گاندہی ہے، اس قسم کے اعترافات یورپ کے متعدد ممالک مین ہوچکے ہین -

---

اس سلسلہ مین سب سے زیادہ دلچسپ خبر یہ آئی کہ گاندہی جی کی شخصیت اور اُن کی

تحریکات کو امریکہ مین طلبہ کی معلومات عامہ کے لئے موضوع امتحان بنالیا گیا ہے، چنانچہ حال مین امریکی طلبہ کے لئے واقفیت عامہ کے مضمون مین پروفیسر سلوسن نے جو پرچۂ امتحان مرتب کر کے دیا، اسمین ایک سوال یہ تہا:۔

"گاندہی کی تحریک ترک موالات کی تشریح کرو۔

اسکی مدافعت، بمقابلہ مسلح بغاوت کے کن کن حیثیات سے زیادہ دشوار ہے؟

آیرلینڈ والون نے جو مقاطعہ کا اعلان کیا تہا، اسمین اور اس تحریک مین وجوہ مماثلت کیا کیا ہین"۔

ایک دوسرا پرچہ جو ڈاکٹر لاہیڈ ماسٹر نیویارک ہائی اسکول نے مرتب کیا تہا، اسمین یہ سوال موجود ہے:۔

"ایک مختصر طبعزاد قصہ لکھو، جس سے یہ ظاہر ہو کہ اگر امریکہ مین کوئی جماعت گاندہی کے اصول کی معتقد ہوجائے اور ان پر عملدرآمد کے لئے کمربستہ ہوجائے تو بیان کیا صورت حال رونما ہوگی"۔

مقالات

خلفائے اسلام اور سلاطین عہد
کے
بیعت نامے

مسئلۂ خلافت کے متعلق معارف مین متعدد تاریخی و مذہبی مضامین شائع ہوچکے ہین، ان مین بار بار یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نیا سلطان خلیفہ کی اطاعت کا عہد کرتا تہا، اور اسکے بعد اُسکو ملک کی فرمانروائی کا فرمان اور خلعت عطا ہوتا تہا، اور جب نیا خلیفہ تخت نشین ہوتا تہا تو اسکی طرف سے سلاطین کے پاس سفرا اور نامۂ خلافت بہیجے جاتے تہے، جو اُن کے ہاتہون پر بیعت کرتے تہے، یہ واقعات بیشتر مورخین نے لکہے ہین، مگر کسی نے ان عہد نامون اور بیعت نامون کی اصل عبارتین نقل نہین کی ہین، لیکن خوش قسمتی سے سلطان مسعود غزنوی کے بیعت نامہ کی اصل عربی عبارت بیہقی نے اپنی تاریخ شاہان غزنین مین بعینہٖ نقل کی ہین، خلیفہ کی طرف سے جو عہد نامہ آیا تہا اور سلطان نے اُسکے جواب مین جو بیعت نامہ بہیجا تہا دونون اسمین موجود ہین، ہم مناسب سمجہتے ہین کہ یہ مراسلات آج ہنگامۂ خلافت کے عہد مین مسلمان دوبارہ پڑہ لین،

سلطان مسعود غزنوی خلف سلطان محمود غزنوی کے دربار مین بغداد سے دودفعہ سفرا آئے ہین، ایک دفعہ سلطان محمود کی وفات اور سلطان مسعود کی تخت نشینی کے موقع پر، اسکا مقصود سلطان مسعود کی بادشاہی اور سلطانی کا دیوان خلافت کی طرف سے اعتراف اور تسلیم تہا، دوسری دفعہ خلیفہ قادر باللہ کی وفات کے بعد خلیفہ قائم بامر اللہ کی خلافت پر بیعت لینے کے لئے۔ ان

دونون موقعون پر سلطان نے امرا نے، علما نے سادات و مشائخ نے اور عام مسلمانون نے جس جوش و خروش، تزک و احترام اور عزت و تکریم کے ساتھ ان نائبین خلافت کا خیر مقدم کیا، وہ سمان مسلمانون کی رگون مین ایمان کا تازہ خون بھر دیتا ہے، اسوقت دربار سلطانی اور عام مسلمانون کی طرف سے جو رسوم ادا ہوئے اور جسطرح یہ سفرا لائے گئے، اور ٹھہرائے گئے، اور دربار مین پیش کئے گئے اور سلطان نے جسطرح فرمانِ عہد کو دربار مین سُنا اور سلطان کی طرف سے وزیر نے جسطرح بیعت نامہ پڑھکر سُنایا، اس طویل لیکن پر لطف داستان کو چھوڑ کر ہم صرف مراسلون کا نقل کر دینا کافی سمجھتے ہین، انکو پڑھکر آپ اندازہ کر سکتے ہین کہ خلیفۂ عہد اور سلاطینِ زمانہ کے باہم تعلقات کیا اور کسطرح ہوتے تھے،

ترجمۂ عہد نامہ

از طرف خلیفۂ قائم بامر اللہ لسلطان مسعود غزنوی

"خدا کے غلام اور خدا کے غلام کے بیٹے امام ابو جعفر قائم بامر اللہ امیر المومنین کی طرف سے ابو سعد مولیٰ امیر المومنین کی طرف جو مددگارِ دین الٰہی، محافظِ بندگان خدا، دشمنان خدا سے انتقام لینے والا، اور خلیفۂ الٰہی کا پشت و پناہ ہے، جو ابو القاسم نظام الدین کا فرزند ہے جو مسلمانون کا دوست، اسلام کا امین خلافت کا دستِ راست، اور اسلام اور مسلمانون کی جائے پناہ تھا، یہ فرمان مبارک ہے، تم پر سلام ہو، امیر المومنین خدا کی حمد اور پیغمبر کی نعت بیان کرتے ہین، اسکے بعد، خدا تم کو محفوظ رکھے، اور امیر المومنین کو تمہارے وجود، تمہارے خلوص، اور تمہارے قوت سے فائدہ پہنچائے، اُس خدا کے لئے حمد ہے، جو قاہر، قادر، قدیم، ازلی، غالب، مہربان، بادشاہ، جبار، متکبر ہے، جو نعمت اور جبروت والا، اور رونق اور حکومت والا ہے، وہ ایسا زندہ ہے جسکو کبھی فنا نہین، صبح کا پھاڑنے والا، روحون کا کھینچنے والا، اُسکو بھٹکنے والا عاجز نہین کر سکتا، نہ اسکے فیصلہ سے گریز ہو سکتا ہے، اُسکو نگاہین نہین پا سکتین

ل دربارِ خلافت سے سلطان محمود کے یہ خطابات تھے۔

نہ اسکو رات دن گردش کر کے چھو سکتے ہین، اُس نے ہر مدت کو لکھ رکھا ہے، اور ہر عمل کے لئے دروازہ تیار کر دیا ہے، اور ہر گھاٹ مین واپسی کا راستہ بھی بنا دیا ہے، اور ہر زندہ کی ایک میعاد مقرر کر دی ہے وہ خدا ہی ہے جو موت کے وقت جانون کو وفات دیتا ہے، اور جو خواب مین نہین مرتین، اُن مین جنپر موت کا فیصلہ کر لیا ہے اُنکو روک لیتا ہے، اور دوسری جانون کو ایک خاص میعاد تک چھوڑ دیتا ہے اسمین فکر کرنے والون کے لئے بڑی بڑی نشانیان ہین، وہ تنہا پروردگار ہے، اس تمام مخلوق کی ایک حتمی عمر مقرر کر رکھی ہے، جس سے نہ ملائکہ مقربین تجاوز کر سکتے ہین، نہ انبیاء و رسل، اور نہ کوئی برگزیدہ اور خلیل، خدا فرماتا ہے، ہر قوم کی ایک مدت مقرر ہے، جب وہ مدت آجاتی ہے تو پھر ایک لمحہ کے لئے بھی نہ آگے بڑھ سکتی ہے، نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے، نیز فرمایا، ہم زمین اور اسکی تمام چیزون کے مالک ہین، اور ہماری طرف تم لوٹو گے۔

اور اُس خدا کی حمد ہے جس نے آنحضرۃ صلعم کو بہترین قوم سے انتخاب کیا، اور قریش کی شریف تر شاخ سے چُنا، اور آپکو روشن چراغ، بشارت دینے والا، ہدایت کرنے والا، اور ہدایت یافتہ، پسندیدہ رسول، اپنا داعی اور حجت، بنا کر مبعوث کیا، تاکہ ان لوگون کو جنھون نے اپنی جانون پر ظلم کیا، ڈرائین، اور اچھے لوگون کو بشارت دین، آنحضرۃ صلعم نے رسالت کی تبلیغ کی، امانت کو ادا کیا، قوم کو نصیحت کیا، خدا کی راہ مین جہاد کیا تا دم مرگ خدا کی عبادت مین مشغول رہے، خدا آپ پر اور آپکی اولاد پر درود بھیجے،

اور اس خدا کی حمد ہے جس نے امیر المومنین کو اس قوم سے چُنا، جو نہایت قوی، غالب، شریف، اور ممتاز ہے، اور انکو اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ مین یگانہ پیدا کیا، جنمین سب سے بڑھکر احکام الٰہی کے سامنے سر بسجود ہونا، اور قضائے الٰہی پر راضی رہنا ہے، چنانچہ امیر المومنین نے اُسکے پورا کرنے اور سلفِ صالح کے طریقہ پر چلنے کی نہایت کوشش کی ہے، وہ نہایت فیاض اور سخی ہین،

مصائب مین صبر کرتے ہین، اور اُن کا نعمتون سے مقابلہ کرتے ہین، اُس سے اُن مین صبر و شکر کے
اخلاق ترقی کرتے ہین، اور بہت بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے، کیونکہ وہ یہ جانتے ہین کہ نعمت صرف
خداوند تعالیٰ کے فضل مخصوص سے نازل ہوتی ہے جو نہایت عدل کے ساتھ اُسکو تقسیم کرتا ہے، اور
حکمت کے ساتھ چیزون کا اندازہ لگاتا ہے، وہ تنہا مالک اور خالق ہے، اور بندون کے حالات کو
جسطرح چاہتا ہے بدل دیتا ہے، اسلیے ہر شخص پر اُسکے اوامر کو تسلیم کرنا اور اُسکے احکام کو یقین کے
ساتھ سننا واجب ہے، پس پاک ہے وہ جسکی خوشی و غم اور سختی و نرمی مین مدح کیجاتی ہے وہ خود فرماتا ہے
"ہم تم کو خیر و شر مین ڈال کر آزماتے ہین، اور تم ہماری طرف لوٹو گے" جب خدا کو یہ منظور ہوا کہ وہ پاک
امام قادر باللہ خدا کی رحمت اُن پر ہو کو اپنی طرف اُٹھالے اور اُنکو اُنکے اجداد و خلفاے کرام صلوٰۃ اللہ
علیہم اجمعین سے ملحق کردے، اور اُنکو وہ راحت اور مسرت عطا کرے جو اُس نے جنت مین امام کے لئے
مقرر کی ہے تو اُس نے امام کو وفات دی، جسکو امیر المومنین نے نہایت صبر کے ساتھ برداشت کیا
اور اگرچہ رنج و غم نے اُن پر ہجوم کرلیا تھا تاہم قضائے الٰہی پر راضی رہے، کیونکہ امام قادر باللہ رضی اللہ عنہ
کی رائے ایک ستارۂ درخشان اور اُن کا علم ایک پہاڑ تھا، وہ مذہب مین نہایت سخت اور طاعت
مین مضبوط تھے، خدا اُن پر درود بھیجے، اور اُنکو جنت الفردوس مین جگہ عطا فرمائے، اور سیدھی راہ دکھلائے
ان کے کام اتنے عظیم الشان اور اخلاق اتنے پاکیزہ تھے کہ وہ ائمہ صالحین کے زمرہ مین داخل ہوجاتے ہین
امیر المومنین نے اپنی فطرت سلیمہ کے اقتضا سے یہ طے کرلیا ہے کہ ان مصائب پر جزع و فزع
کی ضرورت نہین، بلکہ ثواب کا جویان رہنا چاہیئے اور یہ دعا مانگنا چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ امام قادر
باللہ علیہ صلوٰۃ اللہ کو اُن کے اعمال صالحہ کا اچھا بدلہ دے، وہ اُن سے راضی ہو، اور فرشتے اُنکو مغفرت
کی بشارت سنائین، خدا فرماتا ہے، "خدا نے اُنکو اپنی رحمت اور رضامندی کی بشارت دی ہے
اور جنتون کی جنمین اُنکے لئے دائمی نعمتین مہیا کیگئی ہین اور جنمین وہ ہمیشہ مقیم رہین گے بیشک خدا کے

پاس بڑا اجر ہے"
اور امیر المومنین اُن فرائض کی بجا آوری کے لئے تیار ہوگئے ہین جو خداوند تعالیٰ اور امام
قادر باللہ کی طرف سے اُن پر عاید ہوتی ہے تاکہ شگاف کو جوڑدین، ستونون کو قائم کردین، متفرق کو
ملادین، رخنون کو بند کردین، کجی اور گمراہی کو دور کردین، اور حقوق الٰہی کو دنیا مین قائم کردین چنانچہ
امیر المومنین نے اکابر خاندان اور امرا، وزرا، علما، قضاۃ اور فضلا اور صلحا کو طلب کرکے
دربار عام کیا جسمین یہ لوگ اقامت حقوق اللہ پر راضی ہوئے، اور امام کی جو اطاعت خداوند تعالیٰ
نے اُن پر فرض کی ہے اُسکے قبول کرنے کا اقرار کیا، اور امام کے ہاتھ پر بیعت کی، کیونکہ خدا نے اُنکو
روشن بصیرت اور خالص دل عطا فرمائے ہین، اور اُنکو ہدایت کا راستہ دکھلایا ہے، اگرچہ حالت
نہایت مایوس کن تھی، تاہم مصیبتون کے تمام پہاڑ ہٹ گئے، منتشر مجتمع ہوگیا، اور عمدہ چیزین سامنے
آگئین، اور یہ فرمان امیر المومنین نے ایسی حالت مین بھیجا ہے، جب خلافت کے تمام شعبے منتظم
ہوچکے ہین، اور وہ اپنے اجداد کرام کی جگہ پر جو امام وقت تھے بیٹھ چکے ہین، خدا اُن پر درود نازل کرے
امیر المومنین کو قہر الٰہی کا تمام اعمال مین خواہ مخفی ہون یا ظاہر خوف لگا رہتا ہے، اور وہ خدا کا تقرب
چاہتے ہین، ثواب کے جویان اور حساب سے خائف ہین،

وہ اپنی فکر کا محور سلطنت اور رعایا کو بنا چکے ہین، تاکہ حقوق قائم ہوجائین شگاف برابر ہوجائے
گردنین مطمئن ہوجائین، پانی شیرین ہوجائے، فتنے خاموش ہوجائین اور انکی آگ سرد اور اُن کا منارہ منہدم
ہوجائے۔

وہ خدا سے اعانت کے طلب گار ہین، اور اپنی رائے مین سلامت روی کی توفیق
چاہتے ہین، تم اپنا ہاتھ خدا کی برکت اور حسن توفیق سے امیر المومنین کی بیعت کے لئے بڑھاؤ، اور
اُسمین اپنے اہل دربار اور تمام رعایا کو شامل کرو، کیونکہ تم خلافت کے وہ ستارہ ہو جو نہین بجھتا اور

وہ پیشرو ہو جو نا کام واپس نہین پھرتا، اور وہ تیغ بران ہو جو نہین ٹھرتی، اور جو ملک ہم نے عطا کیا ہی اسکی حفاظت اور نگہبانی مین اپنی بہتر روش نیک اخلاق اور اعلی اوصاف پر قائم رہو، تم رعایا کے شفیق باپ اور مہربان مان ہو، کیونکہ امیر المومنین نے تم کو انکی حکومت کے لئے منتخب کیا ہے۔

تم اس فرمان کو لیکر امین امیر المومنین محمد ابن محمد سلیمانی کے حضور مین قسم کہاو جسمین تمہارے درباری بھی شامل ہون، تاکہ تم پر اور تمہاری رعایا پر خدا اور امیر المومنین کی حجت قائم ہو اور اُسکا ایفا فرض ہو جائے، تمکو معلوم ہونا چاہیئے کہ تم امیر المومنین کے نزدیک قابل اعتماد ہو، تمہاری نسبت کسی قسم کا شک وشبہہ نہین ہے، کیونکہ اُنھون نے خود حکومت کا کام تمہارے سپرد کیا ہی وہ جانتے ہین کہ تم مخلص ہو اور مخلصین کا طریقہ اختیار کروگے جس سے تم کو فلاح حاصل ہوگی، کیونکہ سعادت اسی سے پیوستہ اور برکت اسی مین مجتمع ہے۔

تم عام وخاص کے یہ بات ذہن نشین کردو کہ امیر المومنین کسی مصلحت کو نظر انداز نہین کرتے ہین کیونکہ وہ خدا تعالے کے اس حکم کے متبع ہین جس نے فرمایا ہے کہ "مسلمان وہ لوگ ہین کہ اگر ہم اُنکے قدم زمین مین جما دین تو وہ نماز قائم کرین زکوٰۃ دین، اچھے کامون کا حکم کرین اور برے کامون سے روکین"، یہ تمہارے پاس امیر المومنین کا مراسلہ ہے، خدا اس سے تمکو اچھا فائدہ پہنچائے، اور وہ ہمیشہ مراسلات جاری رکہنے کی تمہین توفیق دے، امیر المومنین کے اس مراسلہ کو تعظیم کے ساتھ لو اور اُسکی قدر دعوت کرو، اور اُسکے مضمون کی اطلاع تمام لوگونکو دیدو، کہ عام لوگون مین اُسکا تذکرہ پھیل جائے اور لوگون مین اس سے مسرت وخوشحالی پیدا ہو، تاکہ وہ امیر المومنین کی اس مہربانی سے جو اللہ تعالے نے اُنکے شامل حال کی ہے تسکین وتسلی پائین، لوگون کو امیر المومنین کی طرف اپنے ممالک محروسہ کے منبرون پر سے دعوت دو، یہ دعوت اُنکو بار بار سناؤ، اور فائدہ پہنچاؤ، اس مراسلہ کا جواب امیر المومنین کو جلد دو اور اسکی خبر کردو کہ جو کچھ اس مراسلہ مین لکہا گیا ہے اُسکو تم نے اچھی طرح اختیار کر لیا اور جو کچھ

تم کو ہدایتین اسکے ذریعہ سے دیگئی ہین ان پر صحیح طور سے عمل پیرا ہو، اور تم امیر المومنین کی اطاعت و پیروی کے باحسن وجوہ پابند وعامل ہو، اسلئے کہ تم سے امیر المومنین اسکے منتظر ومتوقع ہین، انشاء اللہ تم پر سلامتی، اللہ تعالی کی رحمت وبرکت اور اسکے بندہ امیر المومنین کی برکت نازل ہو، اور خدا اپنی بڑی نعمت، بڑے عطیہ، اور عمدہ بخشش سے تم کو محروم نہ کرے،

ترجمۂ عہد نامۂ بیعت

از طرف سلطان مسعود غازی

"مین اپنے سردار اور آقا امیر المومنین ابو جعفر عبد اللہ بن عبد اللہ الامام القائم بامر اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون، یہ بیعت، اطاعت وپیروی، رضا جوئی وخوشنودی، اور اعتقاد واعتماد کی بیعت ہے، یہ بیعت صدق نیت، اخلاص قلب، صحت عقیدہ اور اثبات عزیمت کی بیعت ہے مین یہ بیعت بغیر کسی دباؤ کے اپنی خوشی اور بغیر کسی جبر کے اپنے اختیار سے کرتا ہون، بلکہ مین اس بارہ مین امیر المومنین کے فضل وکرم کا منقر، اُن کے حق امامت کا معتقد، انکی برکت کا معترف، اور اُنکے حسن احسان ومنفعت پر اعتماد رکھتا ہون، مجھے اسکا اچھی طرح علم ہے کہ وہ اس شخص کے منافع ومصالح سے اچھی طرح واقف ہین، جو اُنکی بیعت مین آچکا ہے، پراگندگی کو جمع کرنا، نتیجۂ کار کو سوچنا، سخت مصیبتون کو دور کرنا، دوستون کو معزز رکہنا، بیدینون کی بنیاد اکھاڑ پھینکنا، اور دشمنان دین کی ناک کو ذلت سے خاک آلود کرنا اُن کا خاص حصہ ہے، میری بیعت اسپر ہے کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا الامام قائم بامر اللہ امیر المومنین اللہ کے بندے اور اسکے وہ خلیفہ ہین جنکی اطاعت مجھپر فرض ہے، اُنکی خیر خواہی مجھپر واجب ہے، اور انکی اس امامت وولایت کا اقرار تمام امت پر واجب ہے، تمام مسلمانون پر اُنکے حقوق کو ادا کرنا اور انکے عہد بیعت کو وفا کرنا لازم ہے، مجھے اس معاملہ مین کوئی شک وشبہہ نہین ہے، مین اُنکے حکم کی مداہنت نہین کرسکتا، اور نہ اُنکے سوا

کسی دوسرے کی طرف جُھک سکتا ہون، اور بیعت اسپر ہے کہ حاضر وغائب قریب وبعید اور خاص
وعام مین سے ان کا دوست میرا دوست، اور ان کا دشمن میرا دشمن ہے، مین اس عہد بیعت و
ذمۂ عقد پر سختی سے قائم رہنے والا ہون، اور اس معاملہ مین میرا مخفی اعلان اور میرا باطن ظاہر ہے،
اور یہ بیعت اسپر ہے کہ اپنے سردار اور آقا امیرالمومنین القائم بامر اللہ کی یہ بیعت اطاعت جو اس
وقت میرے دل مین ہے، اور یہ سخت ذمہ داری جسکا بار مین اسوقت اپنی گردن پر رکھ رہا ہون
میری نیت کی سلامتی، میرے ارادہ کی استقامت اور بالکل میری رائے اور دلی خواہش کی بنا پر ہے
اور مین اس عہد کے جزو کو کبھی نہ توڑونگا، نہ اُسکو کبھی ترک و رد کرونگا، اور نہ تو مین کبھی کسی اچھے
یا بُرے وقت مین اس (خلیفہ) کی مضرت کا قصد کرونگا، نہ اُسکی چھوٹی اور بڑی خیر خواہی کا موقع
کبھی ہاتھ سے جانے دونگا، اور چھوٹے سے چھوٹے معاملہ مین بھی اسکے موالات مین قدم پیچھے نہ
رکھونگا، اور اس بیعت مین جن باتون کا معاہدہ کرتا ہون کبھی اُسکو نہ بدلونگا، اور نہ اس سے بچنے کی
کوشش کرونگا، اور نہ اس سے باز آؤنگا، اور اپنی نیت اور اپنے ضمیر کو اسکے ضد و خلاف باتون سے
گرد آلود اور کسی وقت اور کسی حال مین بھی اسکی خلاف ورزی سے قاصد وزائل نکرونگا، اور مجھپر
اس بیعت کے شرائط وعہود کی ایفا اور پائداری کی ذمہ داری جسطرح خلیفہ کے مقابلہ مین ہے ویسے ہی
اسکے خادمون، دربانون، کاتبون، اور اسکے حاشیہ نشینان دولت کے مقابلہ مین بھی ہے، اور مین
اس عہد کے لئے بلغیر اکراہ و نارضامندی کے پوری رضامندی اور بلغیر کسی خوف ودہشت کے
امن واطمینان کے ساتھ ایسی قسم کہاتا ہون جسپر اللہ تعالے اُس دن جب مین اُسکے آگے پیش
کیا جاؤن مواخذہ کرسکتا ہے۔

پس مین کہتا ہون قسم ہے اس خدا کی جسکے سوا کوئی دوسرا خدا نہین، وہ پوشیدہ اور ظاہر کا
جاننے والا، رحم کرنے والا اور رحمت والا، بڑا اور برتر غالب اور پانے والا، قاہر اور ہلاک کرنیوالا ہے

جسکا علم تمام زمین وآسمان اور اُن چیزون کو جو گذر گئین اور جو آنے والی ہین محیط ہے، اور قسم ہے
اللہ تعالے کے اچھے نامون کی، اسکے بلند آیات کی اُسکے کلمات تامہ کی اور قسم ہے ہر اس عہد و
میثاق کی جو خدا نے اپنے مخلوقات سے لی ہے، اور قسم ہے قرآن مجید کی اور اُسکی جس نے اُسکو اُتارا،
اور اسکی جو اسکو لیکر اُترا، اور قسم ہے توراۃ، انجیل، زبور، اور فرقان کی، اور قسم ہے محمد صلعم کی اور
انکے پاک اہل بیت کی، اُنکے منتخب اصحاب کی، اُنکے ازواج طاہرات کی جو امہات المومنین ہین،
علیہم السلام اجمعین، اور قسم ہے ملائکہ مقربین، انبیاے مرسلین کی کہ میری یہ بیعت جسکے ساتھ میری
زبان اور میرا ہاتھ وابستہ ہے، خدا جانتا ہے کہ اسکی پیروی اور جو کچھ اسمین ہے اسکے جز وکل کی وفا و
تسلیم کی بیعت ہے، اور یہ کہ میری یہ بیعت اہل بیعت کی نصرت وموالات واخلاص پر مبنی ہے،
مین اسکو پوری خوشدلی کے ساتھ پیش کرتا ہون، اسمین نہ تو کوئی حیلہ ہے نہ مداہنت اور نہ کوئی عیب،
اور نہ مکر، یہانتک کہ مین اللہ تعالے سے ایسی حالت مین ملون کہ مین اس عہد کو پورا کر چکا ہون اور
جو ذمہ داری اسکے رو سے مجھپر عائد ہوتی ہے اسکو اچھی طرح ادا کر چکا ہون، نہ مین نے اسمین کبھی تذبذب
وشبہہ کیا ہو، نہ اسکو توڑا ہو، نہ اسکی کوئی تاویل کی اور نہ قسم کو توڑنے والا ثابت ہوا ہون، اسلئے کہ جب
لوگ اولوالامر کی بیعت کرتے ہین تو اللہ تعالے کا ہاتھ انکے ہاتہون کے اُوپر ہوتا ہے، پس جو شخص
اسکو توڑتا ہے وہ اُسکو اپنے نفس پر توڑتا ہے، اور جو شخص اللہ تعالی کے کئے ہوئے معاہدہ کو پورا کرتا ہے
اسکو اللہ تعالے بہت بڑا بدلہ دیتا ہے، اور یہ بیعت جسکا طوق میری گردن مین ہے، اور جسکے لئے
میرا ہاتھ بڑھا ہے، اور جو کچھ اسمین وفا وموالات، خیر خواہی وپیروی، طاعت وموافقت اور جد و
جہد کی شرط مجھسے لیگئی ہے یہ اللہ تعالی کا عہد ہے، اور اللہ تعالے سے جو کچھ کیا جاتا ہے، اُسکی
پرسش وذمہ داری ہوتی ہے، میری یہ بیعت اسی طریقہ پر ہے جسپر اللہ تعالی نے اپنے رسل وانبیاء
اور اپنے ہر بندہ سے عہد لیا ہے، اور اسپر ہے کہ مین اُسکے شرائط پر سختی سے قائم رہونگا، انکو کسی

طرح نہ بدونگا، ہمیشہ اطاعت کرتا رہونگا، نافرمانی نکرونگا، مخلص رہونگا، شک و شبہہ کو کبھی دل مین جگہ ندونگا، استقامت کے ساتھ پابند رہونگا، کسی دوسری طرف نہ جھکونگا، مین بھی اس عہد پر جو اللہ تعالی سے کر رہا ہون ان ارباب طاعت و اصحاب حق و وفا کی طرح جو اپنے عہد پر اچھی طرح قائم و متمسک رہے، برابر قائم و متمسک رہونگا، پس اگر مین نے اس تمام بیعت یا اسکے کسی جزو یا اسکی کسی شرط یا اسکے کسی حصہ یا اسکے کسی امر کو بظاہر یا بباطن، حیلہ سے یا تاویل سے تجاہل یا اس سے انکار کرکے توڑا، یا بدلا، مٹادیا یا متغیر کردیا، یا مین نے کبھی اسمین مداہنت کی، یا مین اس ذمہ داری سے الگ ہوجاؤن جسکو اپنی خواہش سے قبول کیا ہے، اور جسکے وفا کا وعدہ اللہ تعالی سے کرچکا ہون اس طور پر کہ مین اس شخص کی راہ سے ہٹ جاؤن جو امانت مین خیانت کرنے سے بچتا ہے، بیوفائی و خیانت کو جائز نہین سمجھتا، اور جسکو عہد و وعدہ کے پورا کرنے سے کوئی امر مانع نہین ہوتا تو مین قرآن عظیم سے الگ ہوجاؤنگا اور اس سے جس نے اسکو اور اس سے جو اسکو لیکر اترا اور اس سے جسپر وہ اترا - اور مین اللہ تعالی اور اسکے رسول سے الگ ہوجاؤنگا، اور اللہ اور اسکا رسول مجھسے بری الذمہ ہوگا، اور مین اللہ تعالے کے ملائکہ اسکی کتابون اور اسکے رسولون پر ایمان رکھنے والا باقی نرہونگا۔

اور ہر وہ چیز جسکا اس قسم کے الفاظ ادا کرتے وقت مین مالک ہون، خواہ وہ مال و دولت رزق، جواہر ہون، برتن کپڑے، فرش، زمین اور کھیت وغیرہ اور تمام ایسی چیزین جنکو ملک شمار کیا جاتا ہے، چاہے وہ کم قیمت ہون یا بیش قیمت، اللہ رب العالمین کی راہ مین مسکینون اور غریبون پر صدقہ ہین۔ اور کسی سبب، کسی حیلہ، اور کسی وجہ سے ان تمام کا یا ان مین سے کسی جزو کا میری ملکیت مین لوٹنا حرام ہو، اور اس قسم کے الفاظ ادا کرتے وقت یا میری بقیہ عمر مین جسقدر میرے غلام اور میری لونڈیان ہین یا ہونگی وہ سب اللہ کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہون اب وہ میری

ملکیت مین کسی طرح نہین لوٹ سکیتن، اور ہر جانور، چوپایہ، خچر، گدہے، اونٹ جنکا مین اسوقت مالک ہون یا بقیہ عمر مین جو میری ملکیت مین آئین وہ سب اللہ کی راہ مین ہون، اور ہر بیوی جو میرے نکاح مین ہے یا آیندہ آئینگی اسکو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، ایسی طلاق جسمین رجعت اور کسی مذہب و طریقہ کے روسے رخصت نہین ہے، اور جب مین اس بیعت کے کسی شرط کو توڑدون یا اسکے کسی قاعدہ کی خلاف ورزی کردن یا اس سے تجاہل کرون یا اس سے انکار اور اسکی تاویل کردن اور جو کچھ میرے دل مین ہو اُسکے خلاف ظاہر کردن اور میرا عمل میرے قول سے مطابق نہو تو مجھپر بیت اللہ کے تیس حج واجب ہونگے اور اُن مین سواری استعمال نکرونگا بلکہ پیدل جاؤنگا، اور اگر مین اس قسم کو پوری نکردن تو خدا میرے کسی احسان اور عدل کو قبول نکرے اور خدا مجھے اس دن رسوا کرے جسدن مین اسکی مدد کا سخت حاجتمند ہون، اور اللہ مجھکو اپنی قوت و طاقت سے محروم کرکے میری طاقت و قوت پر چھوڑ دے، اور مجھکو دنیا و دین کے عافیت سے محروم کردے۔ اور یہ قسم میری قسم ہے، اور یہ بیعت میری بیعت ہے، مین نے اسکے شروع سے آخر تک کے ساتھ قسم کھائی ہے، اور یہ بیعت میری گردن مین ہے، اور نیت اس تمام بیعت مین ہمارے سردار و آقا عبداللہ بن عبداللہ ابی جعفر الامام القائم بامر اللہ امیر المومنین مین، اللہ تعالی انکی زندگی کو دین و دنیا مین دراز کرے، اُن کے جھنڈے کو بلند کرے اُنکی بات کو اونچی کرے اُن کے احباب کو عزت دے، دشمنون کو ذلیل کرے، اللہ تعالی کو مین اسکا شاہد بناتا ہون اور شہادت کے لئے وہ کافی ہے" فقط

برادران ہند! ان الفاظ پر غور کرو، فقرون کو بار بار پڑھو، اور دیکھو! کہ خلافت کیا چیز تھی اور اسکی اطاعت کے کیا معنی تھے ؟

غازیۂ اسلام

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

از مولوی محمد سعید صاحب انصاری رفیق دار المصنفین

اسلام کی تاریخ کو صنف نازک کی جن برگزیدہ ہستیون پر ناز ہے اُن مین حضرت ام سلیم (رضی اللہ عنہا) کا درجہ اہل بیت نبوی کے سوا سب سے بڑا ہے، دیگر فضائل ومناقب کے علاوہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ انکی اخلاقی ہمت وشجاعت ہے، اسلام کی محبت مین وہ شوہر سے بھی منہ موڑلیتی ہین، اور اسلئے کہ شوہر کے عیش وآرام مین خلل نہ پڑے، اپنے لخت جگر کی موت پر خاموشی کا پردہ ڈالدیتی ہین - میدان جنگ آتا ہے تو گھر بار، اہل وعیال اور اعزہ واقارب کو چھوڑکر زخمیونکی تیمارداری کے لئے اٹھ کھڑی ہوتی ہین، دشمنون کا ہجوم دیکھتی ہین تو اپنے ناموس کی حفاظت کیلئے خنجر بکف باہر نکل آتی ہین، اُمید ہے کہ موجودہ دور مصائب مین اس غازیۂ اسلام کی تاریخ حیات کے یہ چند صفحے مسلمان عورتون کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہونگے

ان کا اصلی نام سہلہ یا رملہ تہا، مگر عموماً وہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہین غمیصا اور رمیصا اُن کا لقب تہا، سلسلۂ نسب یہ ہے، ام سلیم بنت ملحان بن خالد، بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار، مان کا نام ملیکہ[1] بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ تہا، آبائی سلسلہ سے حضرت ام سلیم، سلمیٰ بنت زید کی پوتی ہتین، سلمیٰ عبد المطلب جد رسول اللہ صلعم کی والدہ تہین، اسی بنا پر ام سلیم آنحضرتؐ کی خالہ مشہور ہین -

[1] اصابہ صفحہ ۲۴۳ جلد ۸،

مدینہ مین اوائل اسلام مین مسلمان ہوئین، اُن کا پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا، مالک چونکہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے، اور ام سلیم تبدیل مذہب پر اصرار کرتی ہتین، اسلئے دونون مین کشیدگی پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہوکر شام چلے گئے اور وہین انتقال کیا، ابو طلحہ نے جو اسی قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا، لیکن ام سلیم کو اب بھی وہی عذر تہا، یعنی ابو طلحہ مشرک تھے، اسلئے وہ ان سے نکاح نہین کرسکتی ہتین، غرض ابو طلحہ نے کچھ دن تک غور کر کے اسلام کا اعلان کیا، اور ام سلیم کے سامنے آکر کلمہ پڑہا، ام سلیم نے حضرت انس سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کردو[1]، ساتھ ہی مہر معاف کردیا، اور کہا "میرا مہر اسلام ہو" حضرت انسؓ کہا کرتے تھے کہ یہ مہر نہایت عجیب وغریب مہر تہا -

عام حالات نکاح کے بعد حضرت ابو طلحہ نے بیعت عقبہ مین شرکت کی، اور چند ماہ کے بعد جناب رسالتمآب صلعم مدینہ مین تشریف لائے، حضرت ام سلیم اپنے صاحبزادے (حضرت انس) کو لیکر حضور مین آئین اور کہا "انیس کو آپکی خدمت کے لئے پیش کرتی ہون یہ میرا بیٹا ہے آپ اسکے لئے دعا فرمائین" آنحضرتؐ نے دعا فرمائی[2]۔

اسی زمانہ مین آپ نے مہاجرین اور انصار مین مواخاۃ قائم کی، اور یہ مجمع انہین کے مکان مین ہوا[3]۔

غزوات مین حضرت ام سلیم نے نہایت جوش سے حصہ لیا، صحیح مسلم مین ہے[4]۔

کان رسول اللہ صلعم یغزو بام سلیم ونسوۃ من الانصار معہ اذا غزا فیسقین الماء ویداوین الجرحیٰ، . . . . . .

آنحضرت ام سلیم اور انصار کی چند عورتون کو غزوات مین ساتھ رکہتے تھے جو لوگون کو پانی پلاتین اور زخمیون کی مرہم پٹی کرتی ہتین -

[1] اصابہ بحوالہ مسند وابن سعد [2] صحیح مسلم صفحہ ۲۸۳ جلد ۲ وصحیح بخاری صفحہ ۹۴۴ جلد ۲ [3] بخاری [4] مسلم صفحہ ۱۰۳ جلد ۲،

غزوۂ احد میں جب مسلمانون کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے تھے، وہ نہایت سنعدی سے کام کر رہی تھین، صحیح بخاری مین حضرت انس سے منقول ہے، کہ مین نے عائشہ اور ام سلیم کو دیکھا کہ پائنچے چڑہائے ہوئے مشک بھر بھر کر لاتی تھین اور زخمیون کو پانی پلاتی تھین، مشک خالی ہوجاتی تو پھر جاکر بھر لاتی تھین[1]،

سنہ ۵ھ مین آنحضرت نے حضرت زینب سے نکاح کیا، اس موقع پر حضرت ام سلیم نے ایک لگن مین مالیدہ بنا کر حضرت انس کے ہاتھ بھیجا، اور کہا آنحضرت سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائین[2]۔

سنہ ۷ھ مین خیبر کا معرکہ ہوا، حضرت ام سلیم اسمین شریک تھین، آنحضرت نے حضرت صفیہ سے نکاح کیا تو انکو ام سلیم کے سپرد کیا کہ عروس بنا دین[3]،

غزوہ حنین مین، وہ ایک خنجر ہاتھ مین لئے تھین، ابو طلحہ نے دیکھا تو آنحضرت سے کہا کہ ام سلیم خنجر لئے ہین، آپ نے پوچھا کیا کرو گی؟ بولین اگر کوئی مشرک قریب آئیگا تو اس سے اسکا پیٹ چاک کردونگی، آنحضرت یہ سن کر مسکرا اٹھے، ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ! مکہ کے جو لوگ فرار ہو گئے ہین ان کے قتل کا حکم دیجئے، ارشاد ہوا خدا نے خود ان کا انتظام کر دیا ہے[4]۔

وفات | حضرت ام سلیم کی وفات کا سال اور مہینہ معلوم نہین، لیکن قرینہ یہ ہے کہ انھون نے خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ مین وفات پائی ہے۔

اولاد | جیسا کہ اوپر معلوم ہوا انھون نے دو نکاح کئے تھے، پہلے شوہر سے حضرت انس پیدا ہوئے حضرت ابو طلحہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے، ابو عمیر اور عبد اللہ، ابو عمیر صغر سنی مین فوت ہوگئے اور عبد اللہ سے نسل چلی،

[1] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۳ ہ کتاب المغازی [2] صحیح مسلم صفحہ ۵۰ ہ جلد ۱ [3] ایضاً صفحہ ۴۴۲ ہ جلد ۱ [4] ایضاً صفحہ ۳۰۱ جلد ۲

فضل و کمال | حضرت ام سلیم سے چند حدیثین مروی ہین، جنکو حضرت انس، ابن عباس، زید بن ثابت، ابو سلمہ اور عمرو بن عاصم نے ان سے روایت کیا ہے، لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے حضرت عبد اللہ بن عباس اور زید بن ثابت مین ایک مسئلہ مین اختلاف ہوا تو ان بزرگون نے انہین کو حکم مانا[1]۔

اخلاق | حضرت ام سلیم مین بڑے بڑے فضائل اخلاق جمع تھے، جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ اپنے پہلے شوہر سے صرف اس بنا پر علیحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضامند نہ تھے حضرت ابو طلحہ نے نکاح کا پیغام دیا تو محض اسوجہ سے رد کر دیا کہ وہ مشرک ہین، اس موقع پر انھون نے ابو طلحہ کو جس خوبی سے اسلام کی دعوت دی، وہ سننے کے قابل ہے، مسند احمد مین ہے۔

قالت یا ابا طلحہ: الست تعلم ان الٰہک الذی تعبد	ام سلیم نے کہا ابو طلحہ! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا معبود
نبت من الارض قال بلی قالت افلا تستحی تعبد	زمین سے اگا ہے؟ انھون نے جواب دیا ہان ام سلیم بولین
شجرۃ؛ (اصابہ صفحہ ۲۴۳ جلد ۸ بحوالہ مسند)	تو پھر تمکو درخت کی پوجا کرتے شرم نہین آتی؟

حضرت ابو طلحہ پر اس تقریر کا اتنا اثر پڑا کہ فوراً مسلمان ہوگئے،

آنحضرۃ صلعم سے حد درجہ محبت کرتی تھین، آپ اکثر ان کے مکان تشریف لیجاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے تھے، جب بستر سے اٹھتے تو وہ آپکے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالون کو ایک شیشی مین جمع کرتی تھین[2]۔

ایک مرتبہ آنحضرۃ صلعم نے انکی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ اٹھین اور مشک کا منہ کاٹکر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ کا جسم مبارک مس ہوا ہے[3]،

آنحضرۃ صلعم کو بھی ان سے خاص محبت تھی، صحیح مسلم مین ہے[4]۔

[1] مسند صفحہ ۴۳۰ جلد ۶ [2] صحیح بخاری صفحہ ۹۲۹ جلد ۲ [3] مسند صفحہ ۳۷۶ جلد ۶ [4] صحیح مسلم صفحہ ۳۴۱ جلد ۲،

کان النبی لا یدخل علی احد من النساء الا علی — آنحضرت ازواج مطہرات کے علاوہ اور کسی عورت کے

ازواجہ الا ام سلیم فانہ کان یدخل علیہا — ہان نہین جاتے تھے، لیکن ام سلیم مستثنیٰ تھین لوگون نے

فقیل لہ فی ذالک فقال انی ارحمہا — دریافت کیا تو فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے، انکے بھائی

قتل اخوہا معی . . . . — میرے ساتھ رہ کر شہادت پائی ہے[1]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبھی کبھی حضرت ام سلیم کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے۔

حضرت ام سلیم نہایت صابر اور مستقل مزاج تھین، ابو عمیر اُن کا نہایت پیارا اور لاڈلا بیٹا تھا، لیکن جب اُس نے انتقال کیا تو نہایت صبر سے کام لیا اور گھر والون کو منع کیا کہ ابو طلحہ کو اس واقعہ کی خبر نہ کرین، رات کو ابو طلحہ آئے تو اُن کو کھانا کھلایا اور دونون نہایت اطمینان سے بستر پر لیٹے، کچھ رات گذرنے پر ام سلیم نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا لیکن عجیب انداز سے کیا، بولین کہ اگر تم کو کوئی شخص عاریۃً ایک چیز دے اور پھر اُسکو واپس لینا چاہے، تو کیا تم اُسکے دینے سے انکار کروگے؟ ابو طلحہ نے کہا کبھی نہین، کہا تو اب تم کو اپنے بیٹے کی طرف سے صبر کرنا چاہیئے، ابو طلحہ یہ سُن کر غصہ ہوئے کہ پہلے سے کیون نہ بتلایا؟ صبح اُٹھکر آنحضرۃ صلعم کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا خدا نے اس رات تم دونون کو بڑی برکت دی[1]،

اسی طرح ایک مرتبہ ابو طلحہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ بھوکے ہین، کچھ بھیجدو، اُم سلیم نے چند روٹیان ایک کپڑے مین لپیٹ کر حضرۃ انس کو دین کہ آنحضرت کی خدمت مین جاکر پیش کردین، آپ مسجد مین تھے، اور صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، حضرت انس کو دیکھکر فرمایا ابو طلحہ نے تم کو بھیجا ہے؟ بولے جی ہان، فرمایا کھانے کے لئے؟ کہا، ہان، آپ تمام صحابہ کو لیکر ابو طلحہ کے مکان پر تشریف لائے، ابو طلحہ گھبرا گئے اور ام سلیم سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا نہایت

[1] صحیح مسلم صفحہ ۳۴۲ جلد ۲،

قلیل ہے، اور آنحضرۃ صلعم ایک مجمع کے ساتھ تشریف لائے ہین، ام سلیم نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتون کو خدا اور رسول زیادہ جانتے ہین! آنحضرت اندر آئے تو حضرت ام سلیم نے وہی روٹیان اور سالن سامنے رکھدیا، خدا کی شان! اسمین بڑی برکت ہوئی اور سب لوگ کھاکر سیر ہوگئے[1]۔

حضرت ام سلیم کے فضایل و مناقب بہت ہین، آنحضرۃ صلعم نے فرمایا ہے کہ مین جنت مین گیا تو مجھکو کچھ آہٹ معلوم ہوئی، مین نے کہا کون ہے؟ لوگون نے بتایا کہ انس کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہین[2]،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۸۱۰ جلد ۲ [2] صحیح مسلم صفحہ ۳۴۲ جلد ۲،

علم فقہ کا ایک نیا باب

فرق ضالہ کے فقہی مسائل

از مولانا عبد السلام ندوی

اسلام مین جو فرقے پیدا ہوئے، ان کے عقاید و اعمال دونون اگرچہ باہم مختلف ہین، لیکن متداول کتابون مین زیادہ تر اُن کے عقاید ہی سے بحث کیگئی ہے، اور اُن کے فقہی مسائل کو نظرانداز کر دیا گیا ہے، صرف شیعہ فرقہ ایک ایسا فرقہ ہے جسکے متعلق ہمکو معلوم ہے کہ وہ اعمال و عبادات مین ہم سے مختلف ہے، باقی اور فرقون کے متعلق ہمکو بالکل معلوم نہین کہ وہ شریعت کے عملی مسائل کے متعلق کیا مسلک رکھتے تھے، عقاید کی عام درسی کتابون مین تو صرف معتزلہ و اشاعرہ کو باہم حریف قرار دیا گیا ہے، اور بقیہ فرقے بالکل نظرانداز کر دیئے گئے ہین، شہرستانی اور ابن حزم نے ملل مین تمام فرقون کا اور اُن کے ساتھ اُن کے عقاید و خیالات اور براہین و استدلال کا بھی استقصا کیا ہے لیکن اُن کے فقہی مسائل کو ان بزرگون نے بھی نظرانداز کر دیا ہے، اِسلیئے ان کتابون مین صرف ان فرقون کی یکرخی تصویر نظر آتی ہے، پورا عکس نظر نہین آتا، عقاید کے متعلق صرف ایک کتاب ہے جسمین کہین کہین ان مسائل کی جھلک بھی نظر آتی ہے، یعنی استاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بن محمد بغدادی نے اپنی کتاب الفرق بین الفرق مین جا بجا اسلامی فرقون کے فقہی مسائل کا بھی ذکر کیا ہے جن سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ جنلوگون کی پریشان خیالیون نے قرون اولیٰ کے سادہ عقاید کی سطح کو بالکل ناہموار کر دیا اُن کے اضطراب دماغی نے اعمال و عبادات کو بھی کچھ کم صدمہ نہین پہنچایا۔

آج جدید تعلیم نے ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا ہے جو عملاً اسلام کے فرائض سے اس بنا پر سبکدوشی حاصل کرنا چاہتا ہے کہ یہ فرائض اکثر تمدنی ترقی مین خلل انداز ہوتے ہین، لیکن ان مین جو لوگ اخلاقی جرأت نہین رکھتے، وہ علانیہ اسکا اظہار نہین کرتے، بلکہ مختلف قسم کی تاویلات سے کام لیتے ہین اور طرح طرح کی حیلہ جوئیون سے شریعت کے شکنجون سے آزاد ہونا چاہتے ہین، لیکن اس مضمون سے ان لوگون کو معلوم ہوگا کہ زمانۂ قدیم مین بھی بہت سے لوگ ان کے ہمخیال تھے، انکو یہ نہین معلوم کہ مذہبی فرائض و اعمال ترقی کا سنگ راہ نہین ہین، بلکہ دنیا کو حقیقی ترقی صرف عمل ہی سے حاصل ہو سکتی ہے عمل، عمل کو پیدا کرتا ہے، خیالات، خیالات کو پیدا کرتے ہین، عقاید سے عقاید کی تولید ہوتی ہے، اہل عرب جب تک مذہبی فرائض و اعمال کے پابند رہے، اُنھون نے تمام دنیا کے مقابلہ مین نبرد آزمائی کی، اُنھون نے طاقتور سلطنتون کے پرخچے اڑا دیئے، اور ایسی عظیم الشان فتوحات حاصل کین جو تاریخ مین آج تک یادگار ہین۔ لیکن جنلوگون نے خدا اعانہ دلائل سے ان فرائض و اعمال سے سبکدوشی حاصل کرنا چاہی، اُنھون نے عقاید کی کتابون مین دلچسپ مباحث تو ضرور پیدا کر دیئے، لیکن تاریخ مین اُن کا کوئی سیاسی یا تمدنی کارنامہ نظر نہین آتا، تاریخ کے اوراق مین صرف انہین بزرگون کی سادہ تصویرین نظر آتی ہین، جو رزمگاہ مین صلاۃ خوف کی صفون مین بھی اپنے خدا کو نہ بھولے، اور صلاۃ خوف کی صورت مین اُسکے ذکر سے اپنے دست و دل مین طاقت پیدا کی، بہرحال ان مسائل کی تفصیل حسب ذیل ہے، جن سے یہ معلوم ہوگا کہ یہ فرقے دراصل ان درختون کی شاخین ہین، جو اسلام سے پہلے ایران و خراسان کے میدانون مین نصب تھے، اور یہ تمر تلخ وہین سے اپنے ساتھ لائے ہین،

شرعیہ کتاب، سنت، آثار صحابہ، اجماع اور قیاس، فقہی مسائل کے ماخذ ہین، ان مین کتاب یعنی قرآن مجید کے سوا ہر چیز کو بعض فرقون نے ناقابل اعتبار قرار دیا ہے، فقہی مسائل کا

بہت بڑا حصہ اخبار احاد سے ثابت ہے، اسلئے اگر ان روایات کو حذف کر دیا جائے تو فقہ کا بہت بڑا حصہ برباد ہو جائے، لیکن فرقہ خیاطیہ نے ان روایات کو بالکل ناقابل حجت قرار دیا، اور اس سے اسکا مقصد شریعت کے اکثر احکام کا انکار تھا، نظام[1] نے جب

استثقل احکام شریعۃ الاسلام فی فروعہا — شریعت اسلام کے احکام کو ناقابل برداشت

ولم یجسر علی اظہار رفعہا، — پایا اور علانیہ اسکے اظہار کی جرأت نہ کر سکا،

تو ان دلائل ہی کا ابطال کیا جن سے یہ احکام ثابت ہوتے تھے، یعنی اُس نے حدیث کا، اجماع کا، فتاوی صحابہ کا، قیاس کا غرض قرآن مجید کے سوا تمام دلائل شرعیہ کا انکار کیا، اُسکے نزدیک احادیث متواترہ ناقابل حجت ہین، اجماع ہر زمانہ مین غلط باتون پر ہوتا ہے، اخبار احاد اور قیاس سے یقین نہین پیدا ہوتا صرف ظن پیدا ہوتا ہے، جو موجب عمل نہین ہو سکتا، فتاوی صحابہ بلکہ خود صحابہ ناقابل اعتبار ہین، اور ان سب کا مقصد فقہی احکام سے سبکدوشی حاصل کرنا ہے۔

ابواب الطہارہ — نماز کے لئے وضو تمام فقہاے اہل سنت کے نزدیک فرض ہے اور خود قرآن مجید نے اسکا حکم دیا ہے، لیکن فرقہ ہشمیہ کے نزدیک وہ فرض نہین، خدا نے حالت طہارت مین نماز پڑھنے کا حکم بے شبہ دیا ہے، لیکن اس سے اسکی فرضیت نہین ثابت ہوتی، اسکا استدلال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صحیح و تندرست ہو اور کوئی دوسرا اسکی طرف سے نماز ادا کرے تو اسکے لئے یہ کافی نہوگا بلکہ خود اسکو یہ فرض ادا کرنا پڑیگا، لیکن وضو کی حالت اس سے مختلف ہے، اگر ایک صحیح آدمی کو کوئی شخص وضو کرا دے تو یہ اسکے لئے کافی ہوگا، اور اس وضو سے وہ بے تکلف نماز پڑھ سکیگا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو اور نماز کی فرضیت کے احکام مختلف ہین، لیکن اسکا مقصد بھی احکام فقہ کی پابندی سے سبکدوشی حاصل کرنا ہے، کیونکہ اس استدلال سے

[1] الفرق بین الفرق صفحہ ۱۲۵،

آگیا ہے کہ ایک شاعر اور غالباً بلند پایہ شاعر کا کلام ہمارے سامنے ہے، بلند پروازی، جامعیت وانیت اور حسن تخئیل کم از کم یہ خوبیان تو ترجمہ کے آئینہ سے پھوٹی نکلتی ہین، اور ہان اصل موضوع کی ترجمانی بھی کافی ہو رہی ہے، جو مغربی ناظرین کی خاص توجہ کے قابل ہے۔

آج سے کوئی پندرہ برس قبل اقبال، کیمبرج مین ڈاکٹر میکٹاگارٹ سے (فلسفہ) پڑھ رہے تھے، اور اسی زمانہ مین وہ فارسی تصوف پر بھی ایک رسالہ تیار کر رہے تھے، اسوقت راقم ہذا کو اچھی طرح یاد ہے کہ اس نے اقبال کو ولیم بلیک کی تصانیف کے مطالعہ پر آمادہ کیا تھا، اور اقبال نے اُسے یہ یقین دلایا تھا کہ بلیک کے صفحات مین بھی انہی تجربات کا ذکر ہے جنہین حکماے مشرق بیان کرتے رہتے ہین، اقبال نے غالباً اُسی زمانہ مین (جرمن فلسفی) نیٹشے کا مطالعہ کیا، اور اس درمیان مین، یقیناً انہون نے برگسن کا بھی مطالعہ کر لیا ہے، اُن کا موجودہ فلسفۂ سیاست، جسکی توضیح اُنھون نے اس انگریزی ترجمہ کے مقدمہ مین کی ہے، ایک عجیب معجون مرکب ہے، جسکی ترکیب مین زیادہ تر یہی مصنفین شامل ہین، ان کا یہ خیال کہ مکمل شخصیتون کے درمیان امتزاج و اعتدال کا نام حقیقت ہے، ڈاکٹر میکٹاگارٹ سے ماخوذ ہے، البتہ اقبال نے اس حقیقت کو بجاے ظواہر زمانی کے عقب مین دائماً و مستقلاً موجود رہنے کے آیندہ کے لئے نصب العین قرار دیا ہے، برگسن کا رنگ اس قسم کے اشعار مین صاف جھلکتا ہوا ہے:-

وقت را مثلِ مکان گسترده — امتیازِ دوش و فردا کرده

ای چو بو رم کرده از بستان خویش — ساختی از دستِ خود زندان خویش

مگر سب سے زیادہ قوی اثر نیٹشے کا ہے، قوت، خودی، ضرورتِ استیلا، اور منافع خصومات اس تعلیم سے ساری مثنوی لبریز ہے، مثلاً ؎

فاک گفتن مذہب پروانگی ست — خاک را اب شو کہ این مردانگی ست

سنگ شو اے ہمچو گل نازک بدن — تا شوی بنیادِ دیوارِ چمن

یا پھر ایک جگہ اور ہے،

زندگانی قوتِ پیدا ستے ‖ اصل اُو از ذوقِ استیلا ستے

عفو بیجا سردیِ خونِ حیات ‖ سکتۂ در بیت موزونِ حیات

ہر کہ در قعرِ مذلت ماندہ است ‖ ناتوانی را قناعت خواندہ است

ناتوانی زندگی را رہزن است ‖ بطنش از خوف و دروغ آبستن است

اس فلسفۂ حیات کے معنی یہ ہین کہ خودی کی تکمیل ہو، یہ مقصد محبت یا عشق سے حاصل ہوتا ہے جو اُن کے رو سے جذب و فنا کے مرادف ہے، چنانچہ اس فلسفہ کے نقطۂ نظر سے بالآخر بجائے اسکے کہ افراد ذات باری مین جذب ہوجائین، ذات باری افراد مین جذب ہوکر رہیگی، اقبال اُن تمام فلسفون کے دشمن ہین، جو ہستی واجب الوجود کو تسلیم کرتے ہین، چنانچہ افلاطون کے جو وہ اسقدر مخالف ہین، اُسکی بنا بھی بس یہی ہے، خود کہتے ہین کہ

"افلاطون پر میرا اعتراض درحقیقت ان تمام فلسفون کے خلاف اعتراض ہے جو بجائے زندگی کے موت کو اپنا نصب العین رکھتے ہین، جو سب سے بڑے مانع حیات یعنی مادہ کے وجود کو نظرانداز کردیتے ہین، اور بجائے اُسے تسخیر کرنے کے اُسکے سامنے سے ہٹ جانے کی تعلیم دیتے ہین"

اقبال کی ساری مثنوی گویا اس تصوف کا جواب ہے، جسکا مطالعہ آج سے پندرہ برس پیشتر اُن کا خاص شغلہ تھا،

کہا جاسکتا ہے کہ یہ ساری گفتگو فلسفیانہ دلچسپی کی ہے، اسلئے انگریزی قوم کو اس سے کوئی دلچسپی نہین ہوسکتی لیکن نہین، اقبال کا کلام ایک سیاسی مفہوم، اور سیاسی قوت رکھتا ہے، اسلئے کہ یہ شاعر باوجود انتہائی آزاد خیال حکمائے مغرب کے ساختہ پرداختہ ہونے کے ایک پرجوش مسلمان بھی ہے محمد اُسکے پیمبر برحق، اور قرآن اُسکی کتاب آسمانی ہے، فطرت بشری قدیم معتقدات کو جدید لباس

پہنانے پر اسقدر حریص ہے کہ یہ شاعر بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے یا اسکا اظہار کرتا ہے کہ اُسکی تعلیم بھی اسی کہنہ کتاب (قرآن) کی تعلیم کا عکس ہے، اس قدامت پرستی کا محرک صرف جذبۂ وطنیت ہوسکتا ہے اور یہین شبہ نہین کہ ہندِ جدید مین اقبال کی مقبولیت محض شاعری کی بنا پر نہین، بلکہ وطن دوستی کی بنا پر بھی ہے، فرماتے ہین،

در دلِ مسلم مقامِ مصطفےٰ ست ‖ آبروے ما ز نامِ مصطفےٰ ست

طورِ موجے از غبارِ خانہ اش ‖ کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

اس لحاظ سے اقبال کا فلسفہ اگرچہ اصولی حیثیت سے عام ہے، لیکن عملاً اُسکو انھون نے ایک گروہ کے ساتھ مخصوص کردیا ہے (انکی راے مین) وارثِ تاج و تخت صرف مسلمان ہی ہوسکتے ہین، اور باقی دنیا کو یا تو ان مین جذب ہوجانا چاہیئے، یا فنا ہوجانا چاہیئے، پس خودی پر زور دینے، زہد اور رہبانیت کو مٹانے، اور قوت و استیلا، کی رجزخوانی کا صاف مفہوم اسقدر ہے کہ ایک وطن دوست اپنی مظلوم قوم کو مقابلہ کے لئے اُبھار، اور للکار رہا ہے، اقبال صاف و صریح الفاظ مین جہاد کی دعوت دیتے ہین اور جہاد بھی کیسا بالسیف کہتے ہین،

قرب حق از ہر عمل مقصود دار ‖ تا ز تو گردد جلالش آشکار

صلح شر گردد چو مقصود است غیر ‖ گر خدا باشد غرض جنگ است خیر

یہ سچ ہے کہ دوسرے اغراض، مثلاً حبِّ زر، حبِّ جاہ، حبِّ ملک گیری کے لئے اُنھون نے جنگ کو ممنوع ٹھہرایا ہے، لیکن نیت خواہ کیسی ہی خالص ہو، عملی زندگی مین یہ قید بالکل بے معنی ہے، جنگ بہرصورت جنگ ہے، خواہ اسکا مقصد کچھ بھی ظاہر کیا جائے، اور ابتک دنیا مین جتنی لڑائیان ہوئی ہین، خواہ مذہبی ہون یا غیر مذہبی، ماحصل سب کا توسیع ملک و قوت ہی رہا ہے، جنگ اپنی سرشت ہی کے لحاظ سے مذہب کی ضد ہے، خواہ مذہب کی آڑ پکڑ کر اُسے برپا کیا جائے، اور اگر

مشرق ایک بار اسپر آمادہ ہوگیا کہ اسلحہ کی قوت سے اسلام کو آزاد و متحد کرکے رہیگا تو بجز اسکے کون نہین حاصل ہوسکتا، تاوقتیکہ یادہ ساری دنیا کو مسخر نہ کرلے، اور یا یہ کوشش ناکامی پر ختم ہوسے اور ان دونون صورتون مین اقبال کا فلسفہ ان کے ہم مذہبون کے لئے کچھ زیادہ سودمند نہ ثابت ہوگا

ہم نے شروع مین کہا تہا کہ یہ مثنوی بطور شگون نحس کے ہے، اور یہ واقعہ ہے، مغربی دنیا کے سامنے ابھی تازہ نظیر موجود ہے، اور ایسی صاف نظیر جو بجز اندھون کے (لیکن کون ایسا نہین ہے جو اندھا نہین ہے) اور سب کو دکہائی دے رہی ہے، کہ جنگ نے معنی تمدن کے تمام شعبون کی بربادی کے ہین، خصوصاً ان اعلیٰ شعبون کی جو اقبال کے دائرہ مین آتے ہین، لیکن مغرب اس نظیر سے فائدہ اٹھانے کے لئے آمادہ نظر نہین آتا۔ بلکہ بعض منچلے اہل مغرب تو اپنے اہل وطن سے مایوس ہوکر مشرق سے کسی ستارۂ ہدایت کے طلوع کی اُمید قائم کررہے ہین، ستارہ بیشک طلوع ہوا ہے لیکن وہ ستارۂ امن وامان نہین، بلکہ یہی ستارۂ خونین ہے۔ اور اگر یہ کتاب الہامی ہے تو آخری اُمیدون پر بھی پانی پڑجاتا ہے، مشرق اگر مسلح ہوگیا تو ممکن ہے مغرب کو تسخیر کرڈالے، لیکن کیا اس سے وہ فساد وہلاکت کی قوت کو بھی مسخر کرلیگا؟ نہین، بلکہ قدیم خون ریزیان رہ رہ کر برابر اُبھرتی رہین گی اور ساری دنیا کو مبتلائے مصائب رکہین گی، بس اسکے سوا اور کوئی نتیجہ نہین، کیا اقبال کا یہی اختتامی پیام ہے؟

سیرۃ عائشہ رضہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال زندگی قردن اولیٰ کی خانہ جنگیون کے اصلی اسباب، اور ام المومنین کے فضائل ومناقب اور انکے اجتہادات وکمالات پر مفصل تبصرہ ضخامت ۵۰۰ صفحہ قیمت ۲؎

منیجر

بیسوین صدی کا ایک نیا انکشاف

یعنی

تغذیہ اجسام بذریعہ برق

از

مولوی ابوالنصر سید احمد بھوپالی

اگر ہم عالم انسانی کی اب سے ایک صدی پیشتر کی تمدنی، علمی، واخلاقی حالت پر نظر ڈالین تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہیگی، جب ہم دیکھین گے کہ وہ باتین جو اس وقت ان ہونی اور خارج از امکان سمجھی جاتی تھی وہ اب واقعات ہین، دنیا اس سرعت کے ساتھ ترقی کے میدان مین قدم بڑھا رہی ہے، کہ سرعتِ رفتار کا انداز محال ہوگیا ہے، خصوصاً گذشتہ ہولناک جنگ نے تو علمی دنیا پر ترقی کا ایک نیا باب کھول دیا ہے، انسانی عقول سے روز بروز اسرار فطرت کے پردے چاک ہورہے ہین، نوامیس فطرت منکشف ہورہے ہین، ہر سال جو گذرتا ہے، وہ لاتعد ولاتحصی کرشمہ ہائے قدرت کا ایک نیا باب ہم پر مفتوح کرجاتا ہے ہر مہینہ جو آتا ہے وہ قوانین قدرت اور سنن الٰہیہ کا ایک نیا درس ہمکو دیتا ہے، ہر آنیوالا ہفتہ فطرت الٰہیہ کے رازہائے سربستہ کے حقائق کی ہمارے لئے ایک نئی تعلیم ہوتی ہے، غرضکہ ہر دن ہر لمحہ، ہر آن وہر دقیقہ جو ہم پر اس نیلگون گنبد کے زیر سایہ اور اس فرش خاکی پر اسوقت گذر رہا ہے، وہ ہمارے لئے عبرتون اور بینائیون، تنبیہ وتعقل کا ایک نیا پیام ہے، ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون (۱۳: ۴)

ایک طرف تو عالم انسانی کی تمدنی وعلمی ترقی کا یہ حال ہے، دوسری طرف اسکے اخلاقی

حالت کی یہ کیفیت ہے کہ یہی انسان جو اشرف المخلوقات بھی ہے، اور ضعیف البنیان بھی، اگر ایک طرف علمی و تمدنی ترقی کے میدان مین قدم بڑہاتا ہے تو دوسری طرف اخلاقی پستی و بربادی کے گڑہے مین دھسا جاتا ہے، اگر ایک طرف اُس نے ہوائی جہاز، ۷۵ میل کی رد کی توپین، زہریلی گیس ایجاد کرکے دنیا کے اختراعات و اکتشافات کی فہرست مین نیا اضافہ کیا تو دوسری طرف اپنے لاکھون اور کرورون بھائیون سے آباد بستیون کو ہلاک و برباد بھی کردیا ہے، اگر ایک طرف وہ تمدن تمدن کا شور مچاتا اور حریت و استقلال کا علم بلند کرتا ہے تو دوسری طرف اپنے بھائیون کو درندون کی طرح چیرنے، پھاڑنے اور اُنکو باوجود حریت و استقلال کی منادی کے غلام بنانے مین ذرا بھی دریغ نہین کرتا، اپنے ہی ہمجنسون کی حمایت وہمدردی کا علم لیکر اُٹھتا ہے اور اپنے ہی ہمجنسون کو ہلاک و برباد کرتا ہے، پھر ان تمام باتون کے ساتھ طرفہ یہ ہے کہ وحشت و درندگی کے ان تمام کامون کو، جبر و تشدد کے ان تمام اعمال کو، جور و ظلم کے ان تمام افعال قبیحہ کو اپنے جہل مرکب سے صرف حق بجانب، اور مبنی بر انصاف ہی نہین کہتا بلکہ ایک قدم اور آگے بڑہتا ہے، اور اُنکو "رحم" اور "ہمدردی" سے تعبیر کرتا ہے، فرانس، و بلجیم کی ویران و برباد شدہ آبادیان آج ہمارے اس بیان کی شاہد ہین، مظلومین و شہداے سمرنا کی آہ و بکا کے نالے وہان کی خون آلود زمین سے فضا مین بلند ہوکر ہمارے اس بیان کی تائید کررہے ہین،

اِسلئے جب کسی نئی اختراع، نئی ایجاد، نئی تحقیق، اور نئے اکتشاف کی خبر ہمارے کانون مین پہنچتی ہے تو ہم ڈر جاتے ہین کہ دیکھئے اس ایجاد نو سے سطح ارضی پر انسانیت کو کسقدر ہلاک و برباد کیا جاتا ہے، اور اخلاق انسانی کی کسقدر بیخکنی کیجاتی ہے، آج ہم ناظرین کرام کو ایک نئے اکتشاف سے رُوشناس کراتے ہین جو اگر آج سے چھ سال پیشتر منکشف ہوتا،

تو غالباً گذشتہ ہولناک جنگ مین کئی سال کا اضافہ اور ہوجاتا، اور وہ استعمال برق بطور غذاے انسانی ہے۔

بہت ممکن ہے کہ قارئین کرام کو یہ عنوان حیرت و اچھنبے مین ڈالدے، لیکن آج جبکہ علمی دنیا مین تقریباً ہر مسئلے اور ہر معمے کے اشکال سے وقتاً فوقتاً حجاب اُٹھتا چلا جاتا ہے، تو ہمین حیرت و اچھنبے کی ضرورت ہی نہین، آخری مسئلہ اور آخری عقدہ جسکی تحلیل و کشود مین آجکل علماے یورپ مشغول ہین وہ درازیٔ حیات اور مواد غذائیہ مین اقتصاد ہے، اعادۂ شباب کے ذرائع کے اکتشافات کا حال تو آپ یورپ کے ماہرین جراحی کی زبانی اسی معارف مین سُن چکے ہین، آج اس نئے اکتشاف کا حیرت افزا حال بھی پڑھ لیجئے۔

فرانس کے ایک مشہور عالم برگونیہ کہ جو بورڈو (Bourdeaux) کے کالج مین پروفیسر ہین، اُنھون نے حال مین متعدد تجربے کئے ہین جنمین بجلی سے غذاے جسمانی کا کام لینے کی کوشش کیگئی، اور یہ تمام تجربات ایک حد تک کامیاب رہے، پیشتر اسکے کہ ہم نتائج تجارب سے بحث کرین، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیفیت تغذیہ کی تحقیق کرین۔

جب ہم جسم انسانی کو ایک آلہ سے تشبیہ دیتے ہین تو ہم پر یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ اس آلہ مین ایک کافی مقدار حرارت کی ضرورت ہے کہ جو اُسکے پرزون کو انضباط کے ساتھ چلا سکے اور اُسکے لئے مفید ہو، اِسلئے کہ جسم انسانی خود بھی حرکت کرنے کی احتیاج رکھتا ہے اور اپنے تمام اعضا (پرزون) کو بھی حرکت دینے کی، پس جسطرح ایک آلہ حرکت کیلئے حرارت کا محتاج ہے، اُسی طرح جسم بھی، اور یہ ظاہر ہے کہ یہ حرارت جسم کو اس مواد غذائیہ سے حاصل ہوتی رہتی ہے، کہ جسکو وہ کھاتا ہے، اور جس جسم کو اس غذا کی مقدار لازمہ نہین ملتی اُسکے قوٰے کی طاقت تحلیل ہونے لگتی ہے، اور وہ فنا ہونے لگتا ہے، اور کوئی حرکت و عمل انضباط کے

ساتھ انجام نہین دیسکتا، بالکل اس آلہ یا انجن کے مانند کہ جسمین کافی مقدار مین کوئلہ نہ دیا جائے، تو وہ پوری طرح کام نہین کرسکتا۔

آج ہم بھی اپنے اس مسلمہ نقص کی بدولت جو ہم مین از روے علم وظائف الاعضاء (Physiology) تسلیم کیا جاتا ہے، (یعنی یہ کہ فی زماننا ہلوگون کے قوی بہت کمزور ہونے لگے ہین، اور اپنے وظائف کو پورے طور سے انجام نہین دیسکتے) بالکل اس انجن کے مشابہ ہین جسکو کافی مقدار مین کوئلہ نہ ملتا ہو، اسلئے ہماری حرکتون مین، ہمارے جسم کے افعال مین حتی کہ ہمارے دماغی کامون مین بھی عموماً کوئی انضباط نہین پایا جاتا، اسکا سبب یہ ہے کہ ایک معطل اور بیکار جسم انسانی ۲۰۰۰ کلوری[1] حرارت کا محتاج ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے وظائف مقدرہ کو بصورت انضباط اچھی طرح انجام دیسکے، پس مزدور، کاریگر اور کلرک خصوصاً اس حرارت لازمہ کی کہ جو ایک ہزار کلوری سے بھی زاید ہے، اس غذا سے حاصل کرینگے کہ جسکو وہ آجکل کہاتے ہین، اور انکے اندر پوری پوری شرائط غذائیہ نہین پائی جاتین کیسے استطاعت رکہہ سکتے ہین؟ اسمین کوئی شبہہ نہین کہ یہ غذائین اس حرارت لازمہ کی تولید کے لئے کہ جسکا جسم فطرۃً اپنے فرائض کو منضبط طور سے انجام دینے کے لئے محتاج ہی، بالکل ناکافی ہین، اسلئے کہ ہر انسان کے لئے غذا کی مقدار کی اوسط حسب ذیل ہونا واجبی ہے[2]

۱۲۴ گرام مواد ازدتیہ	مثل گوشت، دودھ وغیرہ کے
۵۳ گرام مواد شحمیہ	مثل روغن یا روغنی غذاؤن کے
۵۰۰ گرام مواد فحمیہ (کاربونک)	مثل شکر یا میٹھی غذاؤن کے

[1] حرارت کی وہ مقدار جو ایک گرام پانی کو مقیاس الحرارہ (تھرمامیٹر سینٹیگریڈ) کے ایک درجہ (ڈگری) تک گرم کرنے کے لئے درکار ہو، [2] المقتطف جلد چہارم۔

اس تفصیل کے بعد آپکو معلوم ہوگا کہ آجکل بہت کم لوگ ایسے ہین کہ جنکے اجسام کو آجکل کی غذا کی اسقدر مقدار نصیب ہوتی ہو، پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر غذا کی مقدار مذکور مہیا نہ ہوسکے تو کیا کیا جاے؟

یہی وہ سوال ہے کہ جس نے علامہ برگونیہ کی افکار کو اپنی طرف متوجہ کیا، اور وہ ایک ایسا واسطہ دریافت کرنے کی پیہم کوشش کرتے رہے کہ جو اجسام مین ہلاک دفنا ہوجوا ہے قوی کی تلافی کرسکے، یہانتک کہ وہ کامیاب ہوئے، اور انھون نے "تغذیۂ برق" کے جدید طریقہ کا انکشاف کیا۔

پروفیسر موصوف نے اپنی متواتر کوشش اور متعدد تجارب سے ایسا طریقہ دریافت کیا ہے کہ جو بواسطۂ برق جسم کی اس حرارت کو پورا کرسکے کہ جو اسکو قلیل حرارت والی غذاؤن سے حاصل نہین ہوسکتی۔ اگرچہ یہ ضرور ہے کہ "تغذیۂ برق" کا یہ نیا انکشاف جسم انسانی کو ابھی تک پوری طور سے مادی غذا سے مستغنی نہین کرسکا ہے، اسلئے کہ جسم فطرۃً قوت محرکہ کو مرکبات کیمیاوی سے اخذ کرنے پر مجبور ہے، مگر تاہم اسوقت تک جسقدر بھی کامیابی اسمین ہوئی ہے وہ بذات خود قابل تحسین وآفرین ہے، اور انسانی ذہن کی رسائی اور علمی ترقی ومعلومات مین ایک نئے باب کا افتتاح ہے، جارج نے جب بھاپ کی طاقت ہانڈی پکنے مین دریافت کی تو وہ یہ کب جانتا تھا کہ اسکا یہ اکتشاف دنیا مین اسقدر عظیم الشان کام انجام دیگا، خود تھامس ایڈیسن نے جب برق کا اکتشاف کیا تو اسے یہ کیا معلوم تھا کہ آیندہ چل کر یہی برق دنیا مین انقلاب عظیم پیدا کردیگی، اور بنی نوع انسان کی مفیدترین خادمہ ثابت ہوگی۔ پس جب راہ کہل گئی تو عجب نہین کہ

تخصے از غیب برون آید وکارے بکند

پروفیسر موصوف نے حساب وتجربات سے یہ معلوم کیا ہے کہ جسم انسانی کو کم سے کم

دو ہزار کلوری حرارت کی ضرورت ہوتی ہے، اور حرارت کی اس مقدار کو بدن مین پہنچانے کو جو غذا سے نہین حاصل ہوتی، "تغذیۂ برقی" کا طریقہ ایجاد کیا۔ اُسمین ایک خاص آلہ ہوتا ہے جسمین سے خفیف برقی رو نکلتی رہتی ہے اور اس سے انسان پوری سہولت سے اپنی تمام اس حرارت کی کہ جسکو وہ حرکت و عمل مین کھو دیتا ہے تلافی کر سکتا ہے۔

بہت ممکن ہے کہ ناظرین اس آلہ سے حصول حرارت کا طریق معلوم کرنے کے لئے مشتاق ہون اسلئے ہم بالاجمال اُسکی کیفیت بھی معرض تحریر مین لاتے ہین۔ جس جسم کا تغذیہ مقصود ہوتا ہے اُسکے دونون ہاتھون اور دونون پیرون پر معدنی بیٹریان دیجاتی ہین جو بجلی کو جسم مین منتقل کرتی ہین، اور اُن بیٹریون سے اس برقی منبع (یعنی آلہ) کے تار متصل کر دیئے جاتے ہین، تین داہنی جانب منتقل کئے جاتے ہین اور تین بائین جانب اور پھر آہستہ آہستہ بجلی جسم کے اندر نفوذ کرنے لگتی ہے۔

ابتک اُسکے جسقدر تجارب پروفیسر موصوف نے کئے ہین، اُنکے نتائج نہایت اچھے اور کامیاب رہے ہین، مثلاً اُن مین سے ایک کی کیفیت ہم بیان کرتے ہین، ایک نہایت ضعیف البنیان اور کمزور قوی کا شخص تھا، جسکا وزن قبل از تجربہ ۴۹۵۰۰ کلوگرام تھا، لیکن جب پروفیسر موصوف نے اپنے اس طریق تغذیہ کا تجربہ اُسپر کیا تو ۳ دن کے تغذیہ کے بعد اسکا وزن ۶۳۳۰۰ کلوگرام ہوگیا، اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ قوی ترین غذا کے استعمال سے بھی اسقدر قلیل مدت مین اسقدر کامیاب نتیجہ حاصل نہین ہو سکتا تھا۔

ان تجربات کے بعد برگونیہ کے اس طریق تغذیہ نے بڑی وقعت حاصل کر لی ہے، اُسکا نام انھون نے ڈیاٹرمی (Diatermie) رکھا ہے، اور ہر اس شخص کو کہ جو ضعف لاغری اور نقص وظائف الاعضا کے خطرات سے اپنے آپکو بچانا چاہتا ہو، یہ طریق علاج

کی ایک نئی راہ بتلاتا ہے تاکہ وہ اسکی جانب متوجہ ہو اور اپنی مطلوبہ حرارت کا معاوضہ برقی رو سے کر کے اپنے جسم کو فنا و ہلاکت سے بچالے، اسلئے ہم امید کرتے ہین کہ اگر اُسکے تجربات جاری رہے، اور علمائے یورپ نے مثل دیگر علوم کے اُسمین بھی غور و خوض کر کے مزید ترقی کی تو عجب نہین کہ انسان کو فزیالوجی، اور اقتصادیات کے ہولناک خطرات سے نجات ہو۔

پروفیسر موصوف کے اس طریق تغذیہ کا ایک دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ صرف ضعفاء اور لاغرون کی تقویت کے لئے ہی نہین استعمال کیا جاتا تھا بلکہ جسم انسانی کے اندرونی آلات مثل معدہ وغیرہ کی خرابی دور کرنے کی غرض سے بھی غذا کے ساتھ اسکی حرارت اندر داخل کیجا سکتی ہے، اور اس سے آلات مذکور درست ہو کر اپنے فرائض و وظائف پوری طرح انجام دینے لگتے ہین، اسلئے عجب نہین کہ اس جدید اکتشاف سے علمائے کیمیا Chemists کے اس اصول مین کہ جسکو وہ "معدہ بُری از اغذیہ نباتیہ وحیوانیہ" سے تعبیر کرتے ہین آئندہ کوئی تبدیلی ہو اور اجتماعیات اور فزیالوجی کے وہ امراض و نقائص جو اشیائے غذائیہ کے لامتناہی گرانی کی وجہ سے اسوقت انسان پر ٹوٹ رہے ہین دُور ہو سکین۔

علاوہ ازین پروفیسر موصوف کا یہ طریقہ صرف ازالۂ ضعف و لاغری ہی کا کام نہین دیتا بلکہ جو اجسام کثرت تغذیہ یا دیگر کسی وجہ سے زیادہ فربہ ہو گئے ہون اُنکی فربہی کو بھی کم کر دیتا ہے۔

پس اس نئے اور اہم ترین اکتشاف کے بعد اگر اسمین مزید ترقی ہوئی تو کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کے تمدن کی بنیادین ہل جائین، اور اخلاق و ہمدردی کی عمارت متزلزل ہو جائے اسلئے کہ اگر انسان کی تمام حاجتون اور ضرورتون کی تحلیل کیجائے تو صرف یہی ایک اہم ترین حاجت قوت لایموت کی رہجاتی ہے جو سدّ رمق کا کام دیتی ہے، اور یہی تمدن عالم کا اصلی سنگ بنیاد ہے۔

وکم من طالب یسعی لامر   وفیہ ہلاکہ لو کان یدری!

اخبار علمیہ

ٹوکیو پولیس رپورٹ کے حسب بیان ۱۹۰۹ء مین جاپان مین جو ملزمین فوجداری عدالت مین پیش ہوئے اُنکی تعداد ۱۹۶۰۰۰ تھی، لیکن ۱۹۱۹ء مین انکی تعداد تقریباً ۳۰۰۰۰۰ تک پہنچگئی۔

انڈین جرنل آف میڈیکل ریسرچ مین ایک مضمون نگار نے ہندوستانی بچون کے وزن پر مفصل مضمون لکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے وقت مختلف قومون کے بچون کا وزن حسب ذیل ہوتا ہے:-

پارسی بچہ	۶٫۸ پونڈ
ہندو "	۶٫۳۵ "
مسلمان "	۶٫۴۴ "
ہندوستانی عیسائی "	۶٫۵ "
یورپین اور اینگلو انڈین "	۷٫۶۴ "

ہندوستان کی تمام قومون کے بچون کا اوسط وزن اگر نکالا جاے تو ۶٫۵ ہوگا۔

جنلوگون کو بیخوابی کی شکایت رہتی ہے، وہ یہ سن کر خوش ہونگے کہ ایک فرنچ ماہر برقیات نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے جس سے خود بخود نیند آجاتی ہے، اس برقی مشین کی باتریان مریض کی کلائی پر چسپان کردیجاتی ہین، اور ان کے ذریعہ سے برقی رَو سارے جسم پر دوڑا دیجاتی ہے جسکا

اثر یہ ہوتا ہے کہ پہلے تو اعصاب کو سکون و آرام محسوس ہونے لگتا ہے، اور اسکے بعد ہی خواب طاری ہوجاتا ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا ذخیرۂ الیومینیم ملک ہنگری مین ٹاپولیزا کے قریب دریافت ہوا ہے، اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس ذخیرہ مین الیومینیم لبقدر ۱۵،۰۰۰،۰۰۰ ٹن کے موجود ہے۔

اکس ریز مین ٹھوس اجسام کو توڑکر ان کے اندر سے گذر جانے کی جو عجیب وغریب قوت ہے اسکے مظاہرہ کے طور پر پروفیسر کانٹر بیولن نے حال مین فرنچ اکاڈمی آف سائنس (پیرس) کے سامنے انسانی ہڈیون کے چند فوٹو پیش کئے، جو ڈہائی سو فٹ کے فاصلہ سے اور ایک موٹی سیمنٹ دیوار کے باہر سے لئے گئے تھے۔

بحری لاسلکی (وایرلیس) ٹیلیفون کے تجربات ایک عرصہ سے ہورہے تھے، اب یہ تجربات تقریباً پوری طرح کامیاب ہوچکے ہین، ایک ماہرِ فن کا بیان ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ مین مسافرانِ جہاز سمندر کی سیر کرتے کرتے وہین سے اپنے اپنے گھرون پر اپنے بیوی بچون اور دوستون سے ٹیلیفون پر گفتگو کرلیا کرینگے۔

جنرل میرو، ایک فرنچ سوار فوج لکھتے ہین کہ فرانس نے حال مین اس زبردست قوت کے بم بنائے ہین کہ ایک درجن بم پورے شہر برلن کو اڑا دینے کے لئے کافی ہوسکتے ہین، ساتھ ہی دوسرے بم اس طرح کے بھی بنائے ہین، جنمین کا ایک ایک بم سمندر مین اپنی جاے تصادم سے

لیکر سو سو فٹ تک کے کروزر (گرداور) جہازوں کے ڈبو دینے کے لئے کافی ہوگا! اسکے مقابلہ مین دوسری طرف جرمنی بھی نہایت تیزی سے نئی نئی وضع اور حیرت انگیز قوت کی توپین ڈھالنے مین مصروف ہے، چنانچہ ایک "خاموش" توپ اُس نے ایجاد کی ہے جو بالکل آواز نہین دیتی اور جسکا توڑ ۱۰ کیلومیٹر کا ہے! (ایک کیلومیٹر ۵ فرلانگ کے مساوی ہوتا ہے)

ایک امریکی اخبار لکھتا ہے کہ مطبوعات کا اگر شمار کیا جائے تو جنگ سے قبل اور بعد دونون مواقع پر جرمنی اپنے حریفون سے علانیہ افضل واشرف نظر آئیگا۔ سنہ ۱۳ مین مختلف ممالک کی تعداد مطبوعات حسب ذیل تھی:-

جرمنی	۱۶۵۰۰۰
فرانس	۶۰۰۰۰
امریکہ	۵۹۰۰۰ سے کچھ کم،

باقی انگلستان وغیرہ تو بہت پیچھے تھے، سنہ ۱۸ کے اعداد حسب ذیل ہین:-

جرمنی	۱۰۴۰۰۰
امریکہ	۵۱۰۰۰
انگلستان	۴۷۰۰۰
اٹلی	۳۰۰۰۰
فرانس	۲۸۰۰۰ سے بھی کم۔

---

۱۰ جون مین کیمبرج سے ایک اطلاع شایع ہوئی کہ اس یونیورسٹی مین اگرچہ پی، ایچ، ڈی،

(ڈاکٹر آف فلاسفی) کی ڈگری کو قائم ہوئے صرف دوہی ٹرم ہوئے ہین اور معیار نہایت بلند رکھا گیا ہے، تاہم اتنی مدت مین ۲۷ طلبہ یہ کورس لے چکے ہین، اور اُسکی چوگنی پچگنی تعداد مین طلبہ کی درخواستین نامنظور ہو چکی ہین، ان مین ۲۷ ہونہار وذی استعداد طلبہ کی تقسیم اُنکے وطنیت کے لحاظ سے حسب ذیل ہے:-

جزائر برطانیہ	۳۳
ہندوستان	۱۰
امریکہ	۶
جاپان	۱
سوئزرلینڈ	۱
نوآبادیات برطانیہ (کناڈا، آسٹریلیا، نیوزیلینڈ وغیرہ)	۲۱

پروفیسر بیولاک، ایم ڈی نے حال مین سینٹ میری ہسپتال (لندن) مین ایک لکچر کے دوران مین بیان کیا کہ گذشتہ جنگ سے جہان اور ہزارہا نقصانات ہوئے، وہان ایک فائدہ بھی یہ ہوا ہے کہ کاغذ وطباعت کی گرانی کے باعث صدہا مہمل ولغو رسایل کی اشاعت بند ہوگئی، اُنھون نے کہا کہ مین چونکہ ڈاکٹر ہون اپنے بیان کو طبی رسائل واخبارات تک محدود رکھنا چاہتا ہون، جنگ سے قبل اس افراط سے طبی مقالات ومضامین نکل رہے تھے کہ اس رفتار سے کچھ روز مین کتبخانون کی گنجائش اُنکے لئے کافی نہین ہو سکتی تھی اور بجز اسکے کوئی صورت نہ تھی کہ ساری دنیا یا تو ان تالیفات کی تحریر مین مشغول ہو جاتی اور باقی حصہ اُنکی فہرستون کے تیار کرنے مین کھپ جاتا، واشنگٹن مین امریکی سرجن جنرل کا کتبخانہ دنیا کا سب سے بڑا طبی کتبخانہ سمجھا جاتا ہے، اسکی فہرست دیکھنے سے

معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۹۳ء سے سنہ ۱۹۱۳ء تک بیس سال کے عرصہ مین صرف ایک مرض ٹیوبرکلوسس پر ۲۵ ہزار مضامین شائع ہوئے!! اور اسوقت بھی پانچ امریکہ مین اور ۲۶ یورپ مین کل ۳۱ علمی رسالے ایسے نکل رہے ہین، جنکا موضوع محض یہی مرض ٹیوبرکلوسس ہے!

دنیا کی سب سے چھوٹی کتاب شہنشاہ چارلس پنجم کی اقبال نامہ (Confiaaions) ہے، جو حال مین آٹھ ہزار روپیہ (آٹھ سو پونڈ) کی قیمت پر فروخت ہوئی ہے، اسمین کل ۲۹ صفحہ ہین اور طول و عرض ایک انچ اور ۱ ½ انچ ہے۔

نیویارک مین موجدین و مخترعین کی ایک جماعت کے سامنے ایک جدید توپ کی کامیاب آزمائش کیگئی، جو تین سو میل کے توڑ کی ہے، اور جسکا گولہ پانچ ٹن (۱۳۵ من) کا ہے، اسمین سر ہوتے وقت نہ کسی قسم کی آواز ہوتی ہے، نہ کسی طرح کا شرارہ نکلتا ہے، اور نہ یہ پیچھے ہٹتی ہے، اسکے موجد کا نام جان ٹمپل ہے، جو لندن کے باشندہ ہین۔

کالیفورنیا کے علاقہ ساستا مین متحرک و رقاص انڈون کا وجود حال مین دریافت ہوا ہے، یہ ننھے ننھے انڈے کسی نامعلوم کیڑے کے معلوم ہوتے ہین، ان کا وجود ابتک شاہ بلوط کے درخت کی پتیون پر پایا گیا ہے، اسکی پتیون کے اندر کی جانب اُن کا ڈھیر کا ڈھیر پایا جاتا ہے، اور جب یہ انڈے پختگی کے قریب پہنچنے لگتے ہین تو خود بخود زمین پر گر پڑتے ہین اور ناچنے لگتے ہین، انڈون سے لدی ہوئی کسی پتی کو کان کے قریب لایا جائے تو انڈے کے اندر سے تڑاقہ کی آواز آیا کرتی ہے، گویا برقی شرارے ٹوٹ رہے ہین، یہ اُس ننھے کیڑے کی کوششون کا اثر ہوتا ہے جو وہ چھلکا توڑ کر باہر نکلنے کے لئے کرتا ہوتا ہے، ان انڈون کو میز پر رکھدیا جائے تو ہوا مین کودتے اُچھلتے رہتے ہین، یہانتک کہ بعض وقت سولہ سولہ انچ تک اُوپر اُچھل آتے ہین، خاصکر صبح سویرے کے وقت۔

ڈاکٹر جیمس ٹامسن نے ایک ایسی مشین کی اختراع کا دعوی کیا ہے، جسکے ذریعہ سے گنجون کے سر پر نے بال جم آئین گے، اس مشین مین ایک سوئی لگی ہوئی ہے، جو فی گھنٹہ تنو بال کی شرح سے سیتی رہتی ہے اور چھ گھنٹون مین گنجہ کے سر کے بالون کی پوشش سے از سر نو ڈھک دیتی ہے۔

آخری تحقیقات کے بموجب دوران خون کی رفتار بذریعہ قلب سات میل فی گھنٹہ ہے۔

کم لوگون کو معلوم ہوگا کہ ملک سیام کا دارالحکومت شہر بنگاک، بجائے خشکی کے سمندر پر آباد ہے، اس شہر مین ۷۰ ہزار مکانات ہین جنمین سے ہر عمارت سمندر مین ایک بانس کی کشتی پر پڑی تیرا کرتی ہے۔

برٹش میوزیم (لندن) مین مختلف زبانون کی اناجیل کے مجموعی نسخون کی تعداد ۲۰۰۰ ہے۔

ایک سرکاری رپورٹ مین درج ہے کہ یکم اپریل گذشتہ کو انگلستان کے تمام سرکاری محکمون مین ۴۹۸۹۶۶۳ اشخاص ملازم تھے، جنمین سے ۱۰۷۰۶۸ عورتین تھین!

الجیریا مین یہ ایک عجیب دستور ہے کہ مریض اپنے مرض الموت کے زمانہ مین جو دوائین

استعمال کرتا ہوتا ہے، وہ بھی نعش کے ساتھ قبر مین مدفون کردیجاتی ہین۔

جاپان مین پیمائش کرکے اندازہ کیا گیا ہے کہ جسوقت سے جاپانی سپاہیون کی غذا مین گوشت بھی شامل کردیا گیا ہے، اسوقت سے اُن کا قد بمقابلہ سابق کے بقدر دو انچ کے بڑھ گیا ہے۔

اگر فضا مین کسی قسم کی خرابی یا رکاوٹ ہو تو بصارت انسانی ۵۰ میل تک کام دیسکتی ہے اور ماہرین سائنس کا بیان ہے کہ ہمالہ کی چوٹی ایورسٹ پر پہنچکر اس سے دس گنی مسافت (۵۰۰ میل) تک کام دیسکتی ہے۔

تفسیر نظام القرآن (عربی)

مصنفہ مولانا حمید الدین صاحب کے حسب ذیل جدید اجزا چھپکر تیار ہین،

تفسیر سورہ ابی لہب ۴ر

تفسیر سورہ والذاریٰت ۶ر

"مینجر"

ادبیات

لمعاتِ اکبر

گردون کے ستم دیکھے اُجڑا ہوا گھر دیکھا
دیکھا تو نہ جاتا تھا، ناچار مگر دیکھا

اب آنکھہ اُٹھانا ہے ایمان کی بربادی
اس بت کی نظر دیکھی اور اُسکا اثر دیکھا

تقدیر مخالف تھی، تدبیر ہوئی قاصر
ممکن تھا جو کچھ ہم سے سب ہمنے وہ کر دیکھا

تکبیر ہی اچھی تھی، تقریر مین تھے جھگڑے
ترک اُسکو کیا ہمنے جس شور مین شر دیکھا

دنیا کی یہ زینت ہی عقبیٰ کے رہ مین حد ہے
غافل نے اِدہر دیکھا، عاقل نے اُدہر دیکھا

قرآن مین آیا ہے اِنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ
افسوس کہ سینون مین کم دل کا اثر دیکھا

اب ہند کے پہلُو کہین کیونکر مرا دل ٹھنڈا
غیرت کا تقاضا ہی کابل ہی کہ سرد ہے کہا

اس عہد مین اے اکبر ہم اسکو ولی سمجھے
تھوڑا سا بھی کچھ جسمین اللہ کا ڈر دیکھا

صد شکر مری نظرین بہکین نہین اے اکبر
دنیا بھی بہت چمکی بُت نے بھی سنور دیکھا

پھری بھی رُت تو مین نشو و نما کو کیا کرتا
نہ تھی وہ نکہتِ گل تو صبا کو کیا کرتا،

ارادہ تھا کہ مین ہستی سے کرون قطع نظر
نہ ہوسکا مگر ایسا، خدا کو کیا کرتا

کرز دہر میری صحت بھی اگر دو مری بیماری بھی
اچھا جو رہا کچھ کر نہ سکا بیمار پڑا تو مر نہ سکا

دیر شب سے اماں اے چرخ پائیں گے کہان	آسمان بولا کہ ہم سے اُڑ کے جائیں گے کہان

شک اسمین کیا ہے کہ ساری دنیا ہے آج اُنکی رفل کی زد پر

اشارہ فطرت کا ہے مگر یہ کہ خود بھی ہین وہ اجل کی زد پر

سوزِ جگر

جناب جگر مرادابادی بہ تتبع غزل حسرت موہانی

اللہ رے سوزِ دلِ خون گشتگانِ عاشقی	پنہان ہے اتبک خاک مین برقِ طپانِ عاشقی
لیکر ازل ہی سے چلے ہم کشتگانِ عاشقی	نشتر بجانِ آرزو، آتش بجانِ عاشقی
کیونکر نہ روشن تم سے ہو کون و مکانِ عاشقی	تم شمعِ بزمِ حسن ہو تم نورِ جانِ عاشقی
کیا قصہ جورِ فلک کیا داستانِ عاشقی	سب جانتی ہے وہ نظر رازِ نہانِ عاشقی
رہتی ہے اُنکی یاد یون، مودودِ زبانِ عاشقی	مسجودِ شانِ دلبری، معبودِ جانِ عاشقی
رکھتے ہین سینون مین نہان ہم خستگانِ عاشقی	وہ دل کہ جانِ آرزو، وہ غم کہ جانِ عاشقی
ناکام ہی اتبک رہے، بدنام ہی اتبک رہے	ہم بیکسانِ بیکسی، ہم عاشقانِ عاشقی
گو لب پہ آہِ سرد ہے چہرہ بھی غم سے زرد ہے	پھر بھی یہی اک درد ہے آرامِ جانِ عاشقی
اُنکی نگاہِ لطف ہو اور کشفِ رازِ دلبری	میری نگاہِ شوق ہو اور داستانِ عاشقی
اُٹھنے کو ہو اُنکی نظر [illegible]	ہان بیخبر کر دے بیخبر سازِ نہانِ عاشقی
کچھ اب ہوس بھی [illegible]	رسوا نہ ہو جائے کہین حسنِ نہانِ عاشقی

جس تک نہ پہنچی ہو نظر، عالم ہو جس سے بیخبر	پیدا دلِ ویران مین کر دو گلستانِ عاشقی
برہم اُدھر بزمِ جہان تاراج باغ و آشیان	طاری رہی اتبک یہان خوابِ گرانِ عاشقی
کیون کر دیا افشائے غم کیون رنج پر رنج اُٹھائے ہم	ہرگز نہ تھا ایسا ستم شایانِ شانِ عاشقی
جو کچھ کہین اہلِ نظر زیبا ہے تجھکو سر بسر	تو جانِ ایمانِ وفا، ایمانِ جانِ عاشقی
منہ کو کلیجہ آگیا، ایک ایک دل تھرا گیا	اس درد سے چھیڑا گیا سازِ نہانِ عاشقی
آؤ جہان برہم کرین، پیدا نیا عالم کرین	تم جانِ جانِ حسن ہو ہم جانِ جانِ عاشقی

یہ مصرعِ حسرت جگر نشتر سے بھی ہے تیز تر

"سیراب غم کر دے کہین پیرِ مغانِ عاشقی"

غزل

مولوی ابوالحسنات ندوی، نیّر

دل جو متاعِ عشق تھا حُسن کی نذر کر دیا	سود کی آرزو مین ہم طالبِ صد زیان رہے
ہر ورقِ کتابِ دل یاس کے بحر مین ہو غرق	صفحۂ آرزوئے شوق دفترِ بے نشان رہے
حسنِ فریب کار کا سحر یہ مدتون رہا	غیر تو غیر ہی تھا ہم اپنے سے بدگمان رہے
سختی بندِ غم کا حال تجھ پہ کھُلے ستم شعار	تو بھی اگر ہماری طرح موردِ امتحان رہے
نقش و نگارِ آرزو کلکِ مژہ سے کھینچیے	چشم تو خونچکان ہوئی سینہ بھی گلفشان رہے

نیّر درد مند ہان وقت نہین سکوت کا

دردِ زبانِ آرزو شوق کی داستان رہے

باب التقریظ والانتقاد

شمعِ سخن

مصنفہ

پروفیسر سید نواب علی صاحب نواب ایم۔اے

شاعری زمانہ کی نیرنگیون کی ایک مجسم تصویر ہے، جسکا خاکہ ہر زمانے مین بدلتا رہتا ہے، ایک وہ دن تہا جب ہم کشورستانی اور ملک گیری کے نشے مین چور تھے اسلئے اُسوقت ہمکو شعرائے عرب کے رجز اور شاہنامۂ فردوسی کے اشعار کے سوا اور کوئی ترانہ پسند نہین آتا تہا، اسکے بعد جب حملۂ تاتار نے دنیائے اسلام کا شیرازہ درہم برہم کر دیا تو ہم نے عاشقانہ اور صوفیانہ شاعری کی طرف توجہ کی کہ ہمارے دردِ دل کے اظہار کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہ تہا۔ اس کے بعد ہمارے پاس جو کچھ رہ گیا تہا ہم نے اُس پر رندانہ قناعت کر لی، اسلئے اگرچہ اس دور مین اسلام کو وہ جاہ و جلال تو حاصل نہ ہو سکا جو اسکو ابتدا کی چند صدیون مین حاصل تہا، تاہم اس رندانہ قناعت نے انکی محفلِ عیش کو درہم برہم نہین ہونے دیا، اسلئے سب گئی گذری حالت مین بھی دلّی اور لکھنؤ مین عاشقانہ شاعری کی گرم بازاری رہی، اور لکھنؤ نے سب کچھ کہو کر بھی اپنی اس زندہ دلی کو قائم رکھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُردو شاعر زلف و خط و خال کے پھندے سے ایک مدت تک نہ نکل سکی۔

لیکن اب زمانہ بالکل بدل گیا ہے، جدید تعلیم نے مسلمانون کے احساس کو تیز اور مشتعل کر دیا ہے، جابجا قومی اور مذہبی کام ہو رہے ہین اور ہندوستان کی مختلف قومین ایک دوسرے سے رقیبانہ مقابلہ کر رہی ہین، اسلامی ممالک کا ایک ایک چپہ نکل کر غیرون کے ہاتھ مین چلا جا رہا ہے، مادیت کا

زور شور ہے، اور ہر شخص کو نظر آتا ہے کہ اس آندہی مین روح کا چراغ بجھنے والا ہے، ان حالات کا یہ نتیجہ ہے کہ لوگون کے دل مین مختلف قسم کے قومی اور مذہبی جذبات پیدا ہوتے ہین اور قدرتی طور پر موزون طبع لوگون کی زبان سے نکل کر نظم کی صورت اختیار کر لیتے ہین، اب جذبات کے اس تلاطم خیز طوفان نے عاشقانہ شاعری کے دفترِ بے پایان پر پانی پھیر دیا ہے اور قومی اور مذہبی نظمون کی طرف لوگون کا عام میلان ہو گیا ہے۔

کتاب زیر تنقید اسی قسم کے تلاطم خیز جذبات کا ایک سفینہ ہے جسمین ۱۵ نظمین ہین، اور سب کی سب مذہبی قومی اور صوفیانہ جذبات سے لبریز ہین، مصنّف نے بالکل موجودہ مادیت کے مقابلہ مین روحانی صدائین بلند کی ہین، اس قدرتی طور پر اُنکے کلام مین جدید استعارات و تشبیہات پیدا ہوگئی ہین، لیکن اسمین انھون نے شاعرانہ قیود کی پابندی کا کافی لحاظ نہین رکھا ہے، مثلاً ایک موقع پر فرماتے ہین۔

دن کو بے تار کا پیغام ہے گر ذکرِ خفی
رات کو اوڑتے ہین تسبیح کے طیارون مین

اس شعر مین تار کے پیغام کے ساتھ ذکرِ خفی کی تشبیہ تو نہایت موزون ہے، لیکن ہم نہین سمجھ سکتے کہ علم بیان کے اصول کے موافق تسبیح اور طیارے مین کون سی چیز وجہ تشبیہ ہو سکتی ہے؟

ایک اور موقع پر لکھتے ہین۔

نظامِ شمسی کی طرح دنیا مین ہے جدا اک نظامِ مذہب،
زمینِ دل کھینچتا ہے ہر دم یہ ماہِ محشر خرامِ مذہب

اس شعر مین بھی "زمینِ دل" اور "ماہ محشر خرامِ مذہب" کا استعارہ کچھ موزون نہین معلوم ہوتا۔

شاعرانہ حیثیت سے ان نظمون مین ایک خامی یہ بھی ہے کہ ان مین بعض اشعار اصل موضوع سے بالکل بے جوڑ معلوم ہوتے ہین، مثلاً ایک نظم کا عنوان "لذتِ ذکر" ہے، جسکے اوپر سے

پارہ شعرون مین توبعض مین ذکر کا ذکر ہی اور بعض مین ایسے امور کا تذکرہ ہے جو ذکر سے مشابہت رکھتے
ہین لیکن ان اشعار کے بعد یہ شعر

کیا ہی عالم ہے نرالا ترے بیمار دن کا　　لذتین ان کو نئی ملتی ہین آزار دن مین،

بالکل اٹل ہے اسکو عنوان یعنی ذکر سے کوئی تعلق نہین، صرف اسی نظم کی خصوصیت نہین بلکہ
ہر نظم مین اسی قسم کے اشعار نکل سکتے ہین۔

یہ نظمین اگرچہ نہایت روان اور صاف ہین، لیکن اُسی کے ساتھ ساتھ بعض جگہ بندش کی نہایت
دقیق کمزوریان نظر آتی ہین، مثلاً فرماتے ہین،

ساقی کی بزم مین نہین کچھ شیخ و شاب مست　　پیمانہ مست، مست بطِ مے، شراب مست
پھرتے ہین کس کے شوقِ لقا مین یہ روز و شب　　سیارے مست، مست قمر، آفتاب مست
ہنستا ہے کوئی روتا ہے کوئی یہ کس لئے　　شبنم ہے مست، مست ہی برق و سحاب مست

ان تینون اشعار مین کلام کی روانی کا اقتضا یہ ہے کہ جسطرح پیمانہ، سیارے اور شبنم کے بعد
مست کا لفظ آیا ہے اسیطرح بطِ مے، قمر، اور برق کے بعد بھی آئے، بالخصوص برق و سحاب
کا عطف تو اس موقع پر بالکل ناموزون بلکہ غلط ہے، ان اشعار مین ہر ٹکڑے کو علحدہ علحدہ ہونا چاہئے
بہرحال ہم جیسے پرانی لکیر کے فقیرون کو جو ہر بات مین قدما کے آئین و اصول کی پابندی
کرتے ہین اس قسم کی کمزوریان نظر آتی ہین ورنہ اگر ان نظمون کو آزاد نظم کی حیثیت سے دیکھا جائے
تو وہ نہایت پاکیزہ، مہذب، اور دلآویز ہین، جنکے پڑھنے سے انسان کے دل مین جذبات عالیہ پیدا ہو سکتے
ہین، اور صفائی معانی اور سادگی کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے بچون کے نصاب تعلیم مین بھی وہ
شامل کیجا سکتی ہین

پروفیسر **نواب علی** اب تک ہماری زبان مین ایک متکلم اور فلسفی کے پیکر مین ظاہر ہوئے ہین
اسلئے ان نظمون مین بھی وہ شاعر کے بجائے متکلم اور فلسفی ہی نظر آتے ہین، ابن خلدون نے لکھا ہے کہ
ایک صاحب نے ایک ادیب کے سامنے ایک شعر پڑھا،

ما الفرق بین قدیمها والبالی　　کیا فرق ہو درمیان پرانے اور نئے آثار کے"

اور پوچھا یہ کسکا شعر ہے" ادیب نے جواب دیا" یہ تو مین نہین جانتا ولکنہ شعر فقیہ" لیکن
شعر خود اپنے کو فقیہہ ظاہر کرتا ہے، بعینہ یہی حال شمعِ سخن کا ہے، اسکی ہر نظم قائل کی خصوصیت کو
آپ نمایان کرتی ہے، اور یہی وجہ ہی کہ مصنف نے شیرینیِ الفاظ، چستیِ ترکیب، ندرت تشبیہ اور دیگر
محاسن کلام کے مقابلہ مین حسنِ معنی، بلندی خیال اور علوے فکر کا زیادہ خیال رکھا ہے، یہ تمام نظمین
گو غزل کی صورت مین ہین مگر درحقیقت ہر ایک غزل مین کسی نہ کسی فلسفیانہ یا صوفیانہ خیال کو مسلسل
اشعار مین ادا کیا گیا ہے، **نوائے دل، کشمکش، نغمہ مستانہ، سرودِ محبت، لذتِ اظہار**
کے نام سے جو نظمین ہین بلند اور پسندیدہ ہین۔

کلام کے بعض منتخب اشعار ہدیۂ ناظرین ہین،

موت و حیات یہ ہے کہ نیند آ گئی ہمین　　سنتے ہی سنتے، رات کو افسانۂ خواب مین

ہوا معلوم یہ ہمکو" نہین معلوم ہی کچھ بھی"　　بھرم اے عقل سارا کھل گیا تیری رسائی کا
تجھی کو فلسفہ بھی مانتا مذہب بھی ہو لیکن　　وہ قائل علتون کا ہی یہ تیری کبریائی کا

گم گشتگانِ شوق کا خود رہنما ہے تو　　لب تشنگانِ ذوق کا آب بقا ہے تو
جب لوٹتی ہو کشتی دلِ غم کے بحر مین　　جھکتے ہین تیری سمت کہ اب ناخدا ہے تو
جب سب طرف سے ٹوٹتی ہو آدمی کی آس　　بول اُٹھتا دل ہے تب کہ مرا آسرا ہے تو

زمانہ کہہ رہا ہو ساری قومیں اب برابر ہون   یہ ہے فرمانِ آزادی، وہ اپنی آپ رہبر ہون

ترقی کا کھلا ہو راستہ غل چار جانب ہے   پرانی اور نئی دنیا مین سب ہمرنگ ہمسر ہون

یہ ہے سیل دنہارِ دہر کا فتوائے حریت   کرین جو فرق کالے اور گورے کا وہ کافر ہون

یہی کچھ مصلحت ہو اُس خدائے پاک و اعلیٰ کی   نیا نقشہ ہو عالم کا، نئے حاکم مقرر ہون

عجب کیا ہو پڑے ہین خاک پر جو صورتِ ذرہ   ترقی کے فلک پر وہ چمک کر ماہ و اختر ہون

مسلمانو! ذرا سوچو تو ہم کس بات مین کم ہین   وہ ہین اوصاف کیا جنسے کہ ہم ان سب سے بہتر ہون

کمی ہو عزم و استقلال کی، اخلاص و تقوے کی   خداوندا مسلمانو مین پھر پیدا یہ جوہر ہون

وہ دل تو اب پیدا ہون کہ جنمین درد ملت ہو   اُبھر سکتے نہین ہم لاکھ گر اب لاٹ ہون کہ ہون

نالہ کرون تو صبر و سکون کے خلاف ہو   گر چپ رہون تو جوشِ جنون کے خلاف ہو

آنکھون کو چپکے چپکے یہ سمجھا رہا ہون مین   ایسا نہو کہ رازِ درون کے خلاف ہو

قاتل نہ شرمسار ہو تو آب حشر مین   کہنا وہی جو دعوے خون کے خلاف ہو

فلسفہ کی آخیر سرحد یہ ہے کہ "ہم کچھ نہین جانتے" اور مذہب کی آخیر حد یہ ہے کہ "خدا سب کچھ جانتا ہے" غرض نفی علمِ انسانی کے دونون قائل ہین، فرق صرف یہ ہے کہ فلسفہ یہین آکر ٹہر جاتا ہے لیکن مذہب آگے بڑھتا ہے کہ ایک اور ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔

ہین عاجز دونون کنہِ ذات کی تحقیق سے لیکن   جدا ہے کائناتِ فلسفہ، مذہب کے عالم سے

زمین و آسمان کا فرق دیکھو صاف ظاہر ہے   نہین نسبت ہے "لا اعلم" کو کچھ "واللہ اعلم" سے

تقطیع چھوٹی، لکھائی چھپائی عمدہ، کاغذ متوسط قیمت ۱۰؍ مصنف سے بڑودہ کالج کے پتہ سے منگائے یا دفتر دار المصنفین کو لکھئے۔

مطبوعاتِ جدیدہ

شرح بی۔ اے کورس عربی پنجاب یونیورسٹی، مولوی عبد العزیز صاحب پروفیسر ایڈورڈس کالج پشاور نے یہ کتاب ان طلبا کے فائدہ کے لئے لکھی ہے، جنھون نے بی۔ اے مین عربی لی ہے، ابتدا مین ان مصنفین کی مختصر سوانحعمریان بھی لکھدی گئی ہین، جنکی تصانیف کے اقتباسات بی۔ اے کورس مین لے گئے ہین، اسکے بعد کتاب حصۂ نثر و حصۂ نظم مین تقسیم کیگئی ہے، حصۂ نثر مین ہر لفظ کے اوپر ہندسے لگاکر اصل کتاب کی ان سطرون کو بھی ظاہر کیا گیا ہے جنمین وہ واقع ہے، اسکے بعد سلیس و عام فہم اردو مین اسکی تشریح و توضیح کیگئی ہے، حصۂ نظم مین ہر قصیدہ کے اشعار کے نمبروار ترجمے دیئے گئے ہین، ہر قصیدہ کے اول مین ممدوح، قصیدہ کا شان نزول یا اور جو کوئی ضروری تشریح طلب بات نظر آئی اسکی تشریح کردیگئی ہے، اسکے علاوہ نیز کوئی خاص جغرافیائی، تاریخی، نحوی، عروضی قابل توضیح چیز نظر آئی تو اسکو حاشیہ مین جگہ دیگئی، غرض ہر طرح اس کتاب کو طلبا کے لئے مفید بنانے کی کوشش کیگئی ہے، یہ بےخطر کہا جاسکتا ہے کہ جناب مصنف اپنی کوششون مین کامیاب ہین، ہم طلبا کو اسکی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہین، اور اُن سے اس کتاب کی سفارش کرتے ہین، امید ہے کہ یہ کتاب اُنکو اور دوسری کتابون سے بے نیاز کردیگی، صفحے ۲۰۸، تقطیع بڑی، کاغذ سفید، لکھائی چھپائی اچھی، ملنے کا پتہ: پروفیسر عبد العزیز صاحب، ایڈورڈس کالج، پشاور۔

عقائد الامام، یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کی مشہور کتاب فقہ اکبر کا اردو ترجمہ، اس کتاب کی نسبت قطعیت کے ساتھ یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ کی تصنیف ہے لیکن جناب مترجم کو اُسکا یقین ہے کہ یہ امام صاحب ہی کی تصنیف ہے، اسلئے اُنھون نے اِس

ترجمہ کو اسی حیثیت سے پیش بھی کیا ہے، یہ ترجمہ چھوٹی تقطیع کے کل ۴۲ صفحون پر ختم ہوگیا ہے، جسمین ایمان مفصل، توحید، اسماے صفات باری، حدوث مخلوق و قدم ذات، قرآن، صفات تشبیہی، تخلیق مخلوق، خرق عادت، ایمان و اسلام، شفاعت، جنت و دوزخ وغیرہ نازک، لیکن عمایہ اعتقادیات اسلام پر نہایت اجمالی گفتگو کیگئی ہے، کاغذ سفید، لکھائی چھپائی صاف اور اچھی، قیمت ۸ر ملنے کا پتہ: مرزا صدیق علی بیگ منصبدار، بدکان محمد عبدالقیوم صاحب مصور گول بنگلہ، افضل گنج، حیدرآباد دکن،

بیاض مسیحا حصۂ اول، یعنی مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب، حاذق الملک حکیم عبدالمجید صاحب مرحوم اور رئیس الاطبا حکیم محمود خان صاحب مرحوم کے مخصوص و ممتاز مجربات و معمولات اور انکے مطب کے مستعمل نسخون کا مجموعہ، جسمین ہر مرض کے علاج، پرہیز اور دواؤن کے طریق استعمال کو نہایت سادہ اور صاف طریقون پر لکھدیا گیا ہے، ابتدا مین جامع نے ایک ضروری مقدمہ بھی لکھدیا ہے اسکے نسخے اگر عامۃ الناس کے لئے بھی مفید ثابت ہون تو جناب زبدۃ الحکما حکیم محمد حسن قریشی ایچ، پی، ال، جامع کتاب یقیناً ہمارے تشکر و امتنان کے مستحق ہین، تقطیع چھوٹی، صفحے ۱۲۸، کاغذ سفید لکھائی چھپائی عمدہ، قیمت عمر، منیجر صاحب ہندوستانی ریویو، لاہور سے طلب کیجئے،

مہاتما گاندھی، ہندوستان کے مشہور و ہر دل عزیز رہنماے سیاست کی سوانح عمری، یہ کتاب جناب حکیم محمد حسن صاحب قریشی، ایچ، بی، ال کی ضخیم تصنیف "سوانح عمری مہاتما گاندھی" سے جو ابھی زیر تالیف ہے، ماخوذ و منقول ہے، اسمین مہاتما جی کے اِسوقت تک کے حالات زندگی، نہایت سادہ اور صاف اور عام فہم طریقہ پر بیان کئے گئے ہین، لوح پر مہاتما جی کی تصویر بھی دیگئی ہے، تقطیع چھوٹی، صفحے ۵۰، کاغذ سفید، لکھائی چھپائی اچھی، قیمت ۴ر، ملنے کا پتہ، منیجر ہندوستان ریویو، لاہور،

مجلد ہشتم | ماہ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق اکتوبر ۱۹۲۱ء | عدد سوم

مضامین